قربانی کے احکام ومسائل

تالیف

غلام مصطفی ظہیر امن پوری

ذوالحجہ کے ذی شان ایام

ذوالحجہ کے پہلے دس دن انتہائی بابرکت اور حرمت والے ہیں، ان ایام کے نیک اعمال دوسرے دنوں کے اعمالِ صالحہ پر ایک گوناں فضیلت رکھتے ہیں۔

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَلَيَالٍ عَشْرٍ﴾(الفجر : ٢)

''دس راتوں کی قسم!''

❁ امام طبری رحمہ اللہ (٣١٠ھ) فرماتے ہیں:

اَلصَّوَابُ مِنَ الْقَوْلِ فِي ذٰلِكَ عِنْدَنَا أَنَّهَا عَشْرُ الْأَضْحٰى، لِإِجْمَاعِ الْحُجَّةِ مِنْ أَهْلِ التَّأْوِيلِ عَلَيْهِ .

''ہمارے نزدیک اس آیت کی درست تفسیر یہ ہے کہ یہاں عشرہ ذوالحجہ مراد ہے، کیونکہ (اکثر) مفسرین کے اقوال اسی پر جمع ہوتے ہیں۔''

(تفسير الطّبري : 348/24)

① سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَا الْعَمَلُ فِي أَيَّامٍ أَفْضَلَ مِنْهَا فِي هٰذِهِ؟ قَالُوا : وَلَا الْجِهَادُ؟ قَالَ : وَلَا الْجِهَادُ، إِلَّا رَجُلٌ خَرَجَ يُخَاطِرُ بِنَفْسِهٖ وَمَالِهٖ، فَلَمْ يَرْجِعْ بِشَيْءٍ .

''ان ایام کے اعمال صالحہ دوسرے دنوں کی بہ نسبت اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب ہیں، عرض کیا: دوسرے دنوں میں کیا جانے والا جہاد بھی ان سے افضل نہیں؟ فرمایا نہیں، ہاں! اگر کوئی آدمی اپنے جان و مال کے ساتھ اللہ کے راستے میں نکلے اور کچھ واپس نہ آئے۔''

(صحيح البخاري : 969، سنن أبي داود : 2438، سنن التّرمذي : 757، سنن ابن ماجه : 1727)

ان مبارک دنوں میں نفلی نماز، نفلی روزوں، صدقہ وخیرات، ذکرواذکار، تکبیر وتہلیل اور دیگر نیک اعمال کا اہتمام مولائے رحمٰن ورحیم کی بے پایاں رحمت اور لا متناہی مغفرت کا باعث ہے۔ان دنوں میں کیے جانے والے مبارک اعمال میں سے ایک عالی مرتبت وذی شان عمل ''قربانی'' بھی ہے، جو اسلام کا باکمال اور ممتاز شعار ہے۔

❀❀❀❀❀❀❀

عرفہ کا روزہ

نو ذوالحجہ کا روزہ مشروع ومستحب ہے۔اس کی بڑی فضیلت ہے۔

① سیدنا ابوقتادہ انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یوم عرفہ کے روزے کے متعلق پوچھا گیا،تو فرمایا:

يُكَفِّرُ السَّنَةَ الْمَاضِيَةَ وَالْبَاقِيَةَ .

''یہ روزہ گذشتہ اور آئندہ سال کے (صغیرہ) گناہوں کا کفارہ ہے۔''

(صحیح مسلم : 1162)

یہ بالاتفاق صحیح متصل روایت ہے۔عبداللہ بن معبد زمانی ثقہ ہیں،ان کا سیدنا ابوقتادہ انصاری رضی اللہ عنہ سے سماع ہے،اگرچہ امام بخاری رحمہ اللہ نے سماع کی نفی کی ہے،امام بخاری رحمہ اللہ کے علاوہ کسی نے سماع کی نفی نہیں کی۔علامہ ابوبکر خطیب بغدادی رحمہ اللہ نے المتفق والمفترق (۱۴۴۱/۳) میں سماع کا اثبات کیا ہے۔

❀ حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا يَضُرُّهُ ذٰلِكَ .

''امام بخاری رحمہ اللہ کا سماع کی نفی کرنا مضر نہیں۔''

(دیوان الضّعفاء : 2319)

راوی مدلس نہ ہو،تو اتصال کے لیے معاصرت کافی ہوتی ہے،جب ائمہ اس کی نفی نہ کریں۔ یہاں صرف امام بخاری رحمہ اللہ نے نفی کی ہے، جبکہ جمہور ائمہ حدیث نے اس

حدیث کی تصحیح کی ہے۔ یہ واضح دلیل ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ کی بات مرجوح ہے۔ امام مسلم رحمہ اللہ کے نزدیک یہ روایت متصل ہے۔

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ (۷۴۹) ''حسن''، امام ابوعوانہ (۲۹۲۴)، امام ابن خزیمہ (۲۰۸۷) اور امام ابن حبان رحمہم اللہ (۳۶۳۱) نے ''صحیح'' کہا ہے۔ امام حاکم رحمہ اللہ (۴۱۷۹) نے بخاری و مسلم کی شرط پر ''صحیح'' کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے موافقت کی ہے۔

❁ امام نسائی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا أَجْوَدُ حَدِيثٍ عِنْدِي فِي هٰذَا الْبَابِ .

''عرفہ کے روزے کے متعلق یہ سب سے عمدہ حدیث ہے۔''

(السّنن الکبریٰ، تحت الحدیث : 2826)

❁ امام محمد بن جریر طبری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا خَبَرٌ عِنْدَنَا صَحِيحٌ سَنَدُهٗ، لَا عِلَّةَ فِيهِ تُوَهِّنُهٗ، وَلَا سَبَبَ يُضَعِّفُهٗ .

''ہمارے نزدیک اس حدیث کی سند صحیح ہے، اس میں ایسی کوئی علت نہیں، جو اسے کمزور کرے اور ایسا کوئی سبب نہیں، جو موجب ضعف ہو۔''

(تہذیب الآثار [مسند عمر] :290/1)

❁ امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَصَحُّ الرِّوَايَاتِ فِيهِ رِوَايَةِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَعْبَدٍ الزِّمَّانِيِّ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ .

''عرفہ کے روزے کے متعلق صحیح ترین روایت عبداللہ بن معبد زمانی عن ابی

قتادہ ہے۔''

(شُعُب الإيمان، تحت الحديث : 3504)

۞ حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا إِسْنَادٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ .

''یہ سند حسن صحیح ہے۔''

(التّمهيد :162/21)

۞ حافظ بغوی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو''صحیح''کہا ہے۔

(شرح السّنّة : 343/6)

۞ علامہ ابن قدامہ مقدسی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو''صحیح''کہا ہے۔

(فضل يوم التّروية وعَرَفَة، ص 12)

② سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

صَوْمُ عَرَفَةَ كَفَّارَةُ سَنَتَيْنِ .

''عرفہ کا روزہ دو سال کے گناہوں کا کفارہ ہے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 97/3، مسند عبد بن حميد : 464، مسند أبي يعلٰى الموصلي : 7548، وسندهٗ حسنٌ)

۞ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں ہے:

كَانَتْ تَصُومُ يَوْمَ عَرَفَةَ .

''آپ رضی اللہ عنہا عرفہ کا روزہ رکھتی تھیں۔''

(مؤطأ الإمام مالك :375/1، وسندهٗ صحيحٌ)

۞ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قَدِ اسْتَحَبَّ أَهْلُ العِلْمِ صِيَامَ يَوْمِ عَرَفَةَ، إِلَّا بِعَرَفَةَ .

''اہل علم نے عرفات میں موجود حجاج کے علاوہ باقی سب کے لیے عرفہ کے روزے کو مستحب قرار دیا ہے۔''

(سنن التّرمذي، تحتَ الحديث : 749)

۞ امام احمد بن حنبل اور امام اسحاق بن راہویہ رحمہما اللہ سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے مطابق یوم عرفہ کے روزے کے قائل تھے۔

(سنن التّرمذي، تحت الحديث : 752)

③ سیدہ ام فضل بنت حارث رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

إِنَّ نَاسًا تَمَارَوْا عِنْدَهَا يَوْمَ عَرَفَةَ فِي صَوْمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ : هُوَ صَائِمٌ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ : لَيْسَ بِصَائِمٍ، فَأَرْسَلَتْ إِلَيْهِ بِقَدَحِ لَبَنٍ وَهُوَ وَاقِفٌ عَلٰى بَعِيرِهٖ، فَشَرِبَهٗ .

''میرے پاس بعض لوگوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عرفہ کے دن روزے کے بارے میں اختلاف کیا، بعض نے کہا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا روزہ ہے اور بعض نے کہا کہ آپ کا روزہ نہیں ہے۔ تو میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دودھ کا پیالہ بھیجا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت اونٹنی پر سوار تھے، تو آپ نے وہ دودھ نوش فرما لیا۔''

(صحيح البخاري : 1988، صحيح مسلم : 1123)

۞ حافظ بغوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا حَدِيثٌ مُتَّفَقٌ عَلٰى صِحَّتِهٖ .

''اس حدیث کے صحیح ہونے پر اتفاق ہے۔''

(شرح السّنّة : 345/6)

❁ اس حدیث پر امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ باب قائم کیا ہے:

بَابُ صَوْمِ يَوْمِ عَرَفَةَ .

''یوم عرفہ کے روزے کا بیان۔''

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

قَوْلُهٗ : فِي صَوْمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، هٰذَا يُشْعِرُ بِأَنَّ صَوْمَ يَوْمِ عَرَفَةَ كَانَ مَعْرُوفًا عِنْدَهُمْ مُعْتَادًا لَّهُمْ فِي الْحَضَرِ وَكَأَنَّ مَنْ جَزَمَ بِأَنَّهٗ صَائِمٌ اسْتَنَدَ إِلٰى مَا أَلِفَهٗ مِنَ الْعِبَادَةِ وَمَنْ جَزَمَ بِأَنَّهٗ غَيْرُ صَائِمٍ قَامَتْ عِنْدَهٗ قَرِينَةُ كَوْنِهٖ مُسَافِرًا وَّقَدْ عُرِفَ نَهْيُهٗ عَنْ صَوْمِ الْفَرْضِ فِي السَّفَرِ فَضْلًا عَنِ النَّفْلِ .

''راوی کے قول: ''نبی کریم ﷺ کے روزے کے متعلق'' میں اشارہ ہے کہ صحابہ کے ہاں یوم عرفہ کا روزہ معروف تھا اور حضر میں رکھا جاتا تھا۔ جن صحابہ نے کہا کہ آپ ﷺ روزے میں ہیں، ان کے مدنظر یہ تھا کہ نبی کریم ﷺ عبادت سے جڑے رہتے تھے۔ (لہٰذا آج بھی روزے سے ہوں گے) جن صحابہ نے کہا کہ آپ ﷺ کا روزہ نہیں ہے، ان کے پیش نظر یہ قرینہ تھا کہ آپ مسافر ہیں اور جب سفر میں فرض روزے کی ممانعت ہے، تو نفل کی بالاولیٰ ہے۔''

(فتح الباري : 237/4)

دراصل روزہ نو ذوالحجہ کا ہے، چونکہ اس وقت نبی کریم ﷺ عرفات میں تھے، اس مناسبت سے اس کا نام ''صوم عرفہ'' قرار پایا۔ وہی دن چل کر ہم تک پہنچتا ہے۔ عرفات والے دن روزہ رکھنا ہر ایک کے لیے ممکن نہیں، کیونکہ سعودی عرب میں جب عرفہ کا دن

طلوع ہوتا ہے، تو دنیا کے کئی ممالک میں اس وقت رات طلوع ہوتی ہے، تو کیا وہ رات کا روزہ رکھیں گے؟ پاکستان کا وقت سعودی سے دو گھنٹے آگے ہے، وہاں یوم عرفہ ابھی طلوع نہیں ہوا ہوتا کہ پاکستان میں سحر کا وقت ختم ہو جاتا ہے اور وہاں یوم عرفہ ختم نہیں ہوا ہوتا کہ پاکستان میں افطار ہو جاتا ہے۔ جب سعودی سے نماز کے اوقات میں فرق ہے، تو روزہ ان کے موافق کیسے ممکن ہے؟

حجاج کرام اگر مشقت محسوس نہ کریں، تو عرفہ کا روزہ رکھ سکتے ہیں، اس بارے میں ممانعت والی روایت ثابت نہیں۔

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ صَوْمِ يَوْمِ عَرَفَةَ بِعَرَفَةَ .

''بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفات میں (حاجیوں کے لیے) یوم عرفہ کا روزہ رکھنے سے منع فرمایا۔''

(سنن أبي داود : 2440، سنن ابن ماجه : 1732)

سند ضعیف ہے۔ مہدی بن حرب عبدی ''مجہول الحال'' ہے۔

❀ امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا أَعْرِفُهٗ .

''میں اسے نہیں پہچانتا۔''

(الجرح والتعديل لابن أبي حاتم : 337/8، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا أَعْرِفُهٗ .

''میں اسے نہیں پہچانتا۔''

(سؤالات أبي داود : 473)

❁ حافظ ابن حزم رحمہ اللہ نے ''مجہول'' کہا ہے۔

(المُحلّٰی بالآثار : 439/4)

❁ اس حدیث کے بارے میں حافظ عقیلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا يُتَابَعُ عَلَيْهِ وَقَدْ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِأَسَانِيدَ جِيَادٍ أَنَّهُ لَمْ يَصُمْ يَوْمَ عَرَفَةَ وَلَا يَصِحُّ عَنْهُ أَنَّهٗ نَهٰى عَنْ صَوْمِهٖ .

''اس روایت پر متابعت نہیں کی گئی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جید سندوں سے یہ ضرور ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (عرفہ میں) یوم عرفہ کا روزہ نہیں رکھا، مگر یہ ثابت نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (عرفہ میں) یوم عرفہ کے روزہ سے منع کیا ہو۔''

(الضّعفاء الكبير :298/1)

❁ حافظ ابن حزم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا لَا يُحْتَجُّ بِهٖ .

''اس حدیث سے حجت نہیں لی جائے گی۔''

(المُحلّٰی بالآثار : 439/4)

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

مَنْ صَحِبَنِي مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثٰى فَلَا يَصُومَنَّ يَوْمَ عَرَفَةَ فَإِنَّهٗ يَوْمُ أَكْلٍ وَشُرْبٍ وَذِكْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى .

''جو مرد اور عورت میرے ساتھ (حج کر رہے) ہیں، وہ عرفہ (۹ ذوالحجہ) کا روزہ ہرگز نہ رکھے، کیونکہ یہ کھانے پینے اور ذکر الٰہی کے دن ہیں۔''

(مصنّف عبد الرزّاق : 283/4، الرقم : 7820، المَطالب العالية لابن حَجَر : 173/6، أخبار مكة للفاكهي : 2780)

سند ضعیف ہے۔ ندبہ مولاۃ میمونہ مجہولہ ہے، اسے صرف امام ابن حبان رحمہ اللہ نے ''الثقات : ۵/ ۴۸۷'' میں ذکر کیا ہے۔

❀ علامہ ابن حزم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هِيَ مَجْهُولَةٌ لَا تُعْرَفُ.

''یہ مجہولہ اور غیر معروف ہے۔''

(المُحلّٰى :397/1، 234/9)

❀ اسی قول پر حافظ عبد الحق اشبیلی رحمہ اللہ نے اعتماد کیا ہے۔

(الأحكام الوُسطٰى :209/1)

❀ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ندبہ کو ''مجہولات'' میں ذکر کیا ہے۔

(ميزان الاعتدال : 610/4)

اگر اس قول کو ثابت بھی مانیں، تو اس کا تعلق اس حاجی سے ہے، جس کے لیے عرفہ کا روزہ رکھنا مشکل ہو۔

تنبیہ:

یہ روزہ نو ذوالحجہ کا ہے، نبی اکرم ﷺ چونکہ نو ذوالحجہ کو عرفات میں تھے، اس مناسبت سے اسے یوم عرفہ کا روزہ کہہ دیا گیا، واللہ اعلم!

قربانی مشروع ہے

اہل سنت والجماعت کے ہاں قربانی مشروع ہے۔قربانی میں مخصوص دن کو مخصوص عمر کے جانوروں کا خون بہایا جاتا ہے۔ یہ مسلمانوں کا متوارث عمل ہے اور اس پر امت کا تعامل رہا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے خود قربانی کی ،صحابہ،تابعین، تبع تابعین اور ائمہ دین قربانی کرتے رہے۔

نیز قربانی کے استحباب ومشروعیت پر کتاب وسنت اور امت کا اجماع دلیل ہے۔ یہ اسلام کا شعار اور اللہ کریم کے شکر کا نرالہ انداز بھی ہے۔قربانی اللہ کا حق ہے اور اس کے قرب کا بہترین ذریعہ ہے۔

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَا يَزَالُ عَبْدِي يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰى أُحِبَّهٗ، فَإِذَا أَحْبَبْتُهٗ، كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِي يَسْمَعُ بِهٖ، وَبَصَرَهُ الَّذِي يُبْصِرُ بِهٖ، وَيَدَهُ الَّتِي يَبْطِشُ بِهَا، وَرِجْلَهُ الَّتِي يَمْشِي بِهَا، وَإِنْ سَأَلَنِي، لَأُعْطِيَنَّهٗ، وَلَئِنِ اسْتَعَاذَنِي لَأُعِيذَنَّهٗ.

”(اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:) میرا قرب حاصل کرنے کے لئے میرا بندہ نوافل کا اس قدر اہتمام کرتا ہے کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں۔ جب میں اس سے محبت کرتا ہوں،تو اس کا کان بن جاتا ہوں،جس سے وہ سنتا ہے،اس کی آنکھ بن جاتا ہوں،جس سے وہ دیکھتا ہے،اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں،جس سے

وہ پکڑتا ہے، اس کا پاؤں بن جاتا ہوں، جس سے وہ چلتا ہے۔ مجھ سے مانگے، تو اسے عطا کرتا ہوں اور اگر میری پناہ طلب کرے، تو اُسے پناہ دیتا ہوں۔''

(صحيح البخاري : 6502)

ثابت ہوا کہ نوافل قربِ الٰہی کا ذریعہ ہیں، قربانی بھی نفلی عبادت ہے، لہٰذا یہ حدیث قربانی کو بھی شامل ہے۔

جو لوگ قربانی کی اہانت کرتے ہوئے اس کو ترک کر دیتے ہیں، وہ گناہ گار ہیں۔

❀ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِنْ بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ﴾(الحج : ٣٤)

''ہم نے ہر امت کے لئے قربانی مقرر کی ہے، تا کہ وہ ان کو عطا کردہ چوپاوں پر اللہ کا نام ذکر کریں۔''

❀ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

ضَحَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكَبْشَيْنِ أَمْلَحَيْنِ، فَرَأَيْتُهٗ وَاضِعًا قَدَمَهٗ عَلٰى صِفَاحِهِمَا، يُسَمِّي وَيُكَبِّرُ، فَذَبَحَهُمَا بِيَدِهٖ .

''رسول اللہ ﷺ نے دو سفید و سیاہ رنگ کے مینڈھے قربان کئے، میں نے دیکھا کہ آپ نے اپنا قدم مبارک ان کی گردنوں پر رکھا، اللہ کا نام لیا تکبیر کہی اور ان کو اپنے ہاتھوں سے ذبح کر دیا۔'

(صحيح البخاري : 5558، صحيح مسلم : 1966)

❀ حافظ بغوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا حَدِيثٌ مُتَّفَقٌ عَلٰى صِحَّتِهٖ .

''اس حدیث کے صحیح ہونے پر اتفاق ہے۔''

(شرح السّنّة : 334/4)

۞ امام ابن منذر رحمہ اللہ (۳۱۹ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعُوا عَلٰى أَنَّ الضَّحَايَا لَا يَجُوزُ ذِبْحُهَا قَبْلَ طُلُوعِ الْفَجْرِ مِنْ يَوْمِ النَّحْرِ .

''اجماع ہے کہ دس ذوالحجہ کے طلوع فجر سے پہلے قربانیاں ذبح کرنا جائز نہیں۔''

(الإجماع، ص 78)

۞ حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

اَلَّذِي يُضَحّٰى بِهٖ بِإِجْمَاعٍ مِّنَ الْمُسْلِمِينَ الْأَزْوَاجُ الثَّمَانِيَةُ وَهِيَ الضَّأْنُ وَالْمَعِزُ وَالْإِبِلُ وَالْبَقَرُ .

''مسلمانوں کا اجماع ہے کہ چار قسم کے جوڑوں کی قربانی ہو گی، بھیڑ، بکری، اونٹ اور گائے۔''

(التّمهيد لما في المؤطإ من المَعاني والأسانيد : 188/23)

۞ علامہ غزالی رحمہ اللہ (۵۰۵ھ) فرماتے ہیں:

اَلضَّحَايَا مِنَ الشَّعَائِرِ وَالسُّنَنِ الْمُؤَكَّدَةِ .

''قربانی شعائر اسلام میں سے ہے اور سنت مؤکدہ ہے۔''

(الوَسيط : 131/7)

۞ حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) فرماتے ہیں:

التَّضْحِيَةُ سُنَّةٌ مُؤَكَّدَةٌ، وَشِعَارٌ ظَاهِرٌ، يَنْبَغِي لِمَنْ قَدِرَ أَنْ يُحَافِظَ عَلَيْهَا .

''قربانی سنت مؤکدہ اور دین کا واضح شعار ہے، جو استطاعت رکھتا ہو، اسے چاہیے کہ اس پر محافظت کرے۔''

(رَوضة الطّالبین : 192/3)

❁ علامہ ابن قدامہ رحمہ اللہ (۶۸۲ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعَ الْمُسْلِمُونَ عَلٰى مَشْرُوعِيَّةِ الْأُضْحِيَّةِ .

''قربانی کی مشروعیت پر مسلمانوں کا اجماع ہے۔''

(الشّرح الکبیر : 530/3)

❁ حافظ ابن دقیق العید رحمہ اللہ (۷۰۲ھ) فرماتے ہیں:

لَا خِلَافَ أَنَّ الْأُضْحِيَّةَ مِنْ شَعَائِرِ الدِّينِ .

''قربانی دین کے شعائر میں سے ہے، اس میں کوئی اختلاف نہیں۔''

(إحكام الأحكام شرح عمدة الأحكام : 291/2)

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّهَا مِنْ أَعْظَمِ شَعَائِرِ الْإِسْلَامِ .

''قربانی اسلام کے عظیم شعائر میں سے ہے۔''

(مَجموع الفتاویٰ : 162/23)

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

لَا خِلَافَ فِي كَوْنِهَا مِنْ شَرَائِعِ الدِّينِ .

''اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ قربانی مشروع ہے۔''

(فتح الباري : 3/10)

❁ علامہ ابن مفلح رحمہ اللہ (۸۸۴ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ أَجْمَعَ الْمُسْلِمُونَ عَلٰى مَشْرُوعِيَّتِهَا .

''بلاشبہ قربانی کی مشروعیت پر مسلمانوں کا اجماع ہے۔''

(المُبدِع : 250/3)

❁ علامہ ابن حجر ہیتمی رحمہ اللہ (۹۷۴ھ) فرماتے ہیں:

الْأَصْلُ فِي مَشْرُوعِيَّتِهَا الْكِتَابُ وَالسُّنَّةُ وَإِجْمَاعُ الْأُمَّةِ .

''قربانی کی مشروعیت پر دلیل کتاب وسنت اور اجماع اُمت ہے۔''

(تُحفة المُحتاج : 343/9)

❁ علامہ شوکانی رحمہ اللہ (۱۲۵۰ھ) فرماتے ہیں:

لَا خِلَافَ فِي مَشْرُوعِيَّةِ الْأُضْحِيَّةِ وَأَنَّهَا قُرْبَةٌ عَظِيمَةٌ وَسُنَّةٌ مُؤَكَّدَةٌ .

''اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ قربانی مشروع ہے، یہ عظیم عبادت ہے اور سنت مؤکدہ ہے۔''

(السّيل الجرّار : 73/4)

❁ علامہ ابن عابدین شامی حنفی رحمہ اللہ (۱۲۵۲ھ) فرماتے ہیں:

إِذَا أَنْكَرَ أَصْلَ مَشْرُوعِيَّتِهِ الْمُجْمَعِ عَلَيْهَا بَيْنَ الْأُمَّةِ فَإِنَّهُ يَكْفُرُ .

''جس عمل کی مشروعیت پر امت کا اجماع ہو، اس کا سرے سے انکار کردے، تو کافر ہو جائے گا۔''

(فتاویٰ شامی : 314/6)

❁ علمائے احناف نے لکھا ہے:

لَوْ أَنْكَرَ أَصْلَ الْوِتْرِ وَأَصْلَ الْأُضْحِيَّةِ كَفَرَ .

''اگر کوئی شخص وتر اور قربانی کی مشروعیت کا انکار کرے، وہ کافر ہو جائے گا۔''

(البحر الرّائق لابن نُجَيْم : 51/2، شرح الشّفا لملا علي القاري : 426/2، فتاویٰ شامی : 314/6)

قربانی کی قیمت:

قربانی قرب الٰہی کا بہترین ذریعہ ہے، وہ خون بہا کر ہی ممکن ہے۔قربانی اسلام کا شعار ہے، اسے قائم ودائم رکھنا مسلمانوں پر ضروری ہے۔اس کی قیمت دینا جائز نہیں، بہر صورت جانور ہی ذبح کیا جائے گا،خصوصاً ان حالات میں جب پوری دنیا عالمی وباء کی لپیٹ میں ہے،اس میں قربانی جیسا عمل باعث شفا بن سکتا ہے۔بعض لوگ اس وقت سرگرداں ہیں، کمزور ایمان والوں کو اپنے جال میں پھنسا رہے ہیں کہ آپ قربانی کی رقم کسی مریض اور ضرورت مند کو دے دیں۔ یہ نظریہ اسلام اور اہل اسلام کے مفاد میں نہیں ہے۔مسلمانوں کو چاہیے کہ قربانی کی سنت کو زندہ رکھیں۔

❁ علمائے احناف نے لکھا ہے:

إِنَّ الْأُمَّةَ أَجْمَعَتْ أَنَّهُ لَوْ أَدَّى الْقِيمَةَ مَكَانَ الشَّاةِ فِي الضَّحَايَا وَالْهَدَايَا لَا يَكُونُ كَافِيًا .

''امت کا اجماع ہے کہ اگر کوئی شخص قربانی یا ہدی میں بکری کی جگہ اس کی قیمت ادا کر دے،تو یہ کفایت نہیں کرے گا۔''

(الغُرّة المُنيفة لأبي حفص الهِندي، ص 54، البحر الرّائق لابن نُجيم: 238/2، الجوهرة النيّرة للزَّبِيدي: 120/1، البِناية للعيني: 350/3، فتاویٰ شامی: 286/2)

دس ذوالحجہ کا سورج پیغامِ مسرت لے کر مسکراہٹوں کی کرنیں بکھیرتا ہوا طلوع ہوا، دو رکعت نماز کی ادائیگی اور خطبہ عید سننے کے بعد فرزندانِ توحید گھروں کو پہنچے، جانور کی لگام تھامی، عاجزی وفروتنی اور اطاعت وفرمانبرداری کے جذبات سے سرشار ہو کر بِسْمِ اللّٰہِ وَاللّٰہُ أَکْبَرُ کا نعرہ لگایا اور گردن پر چھری چلا کے سنت کو دوام بخشا، اس عمل کی بنیاد خورد ونوش اور ریاکاری نہیں، بلکہ شعارِ اسلام کے ساتھ لگاؤ اور گہری محبت کا نتیجہ ہے۔

❀❀❀❀❀❀❀

قربانی کا حکم

ایامِ قربانی میں رضائے الٰہی کے لیے مخصوص شرائط کے حامل جانوروں کا خون بہانا اسلامی شعار اور عظیم عبادت ہے، جسے قربانی کہا جاتا ہے، یہ سنت ہے۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

سُنَّةٌ وَّمَعْرُوفٌ .

''قربانی سنت اور کارِ خیر ہے۔''

(صحیح البخاري : 832/2، تعلیقًا، تغلیق التّعلیق لابن حَجَر : 3/5، وسندہٗ صحیحٌ)

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کی سند کو 'جید' قرار دیا ہے۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے بارے میں ہے:

كَانَ إِذَا حَضَرَ الْأَضْحٰى أَعْطٰى مَوْلًى لَّهٗ دِرْهَمَيْنِ فَقَالَ : اشْتَرِ بِهِمَا لَحْمًا وَأَخْبِرِ النَّاسَ أَنَّهٗ أَضْحَى ابْنِ عَبَّاسٍ .

''جب عیدالاضحیٰ کا دن آتا، تو آپ رضی اللہ عنہ اپنے غلام کو دو درہم دیتے اور فرماتے: ان کا گوشت خرید لائیں اور لوگوں کو بتائیں کہ یہ عبداللہ بن عباس کی قربانی ہے۔''

(السّنن الکبریٰ للبَیْهقي : 265/9، وسندہٗ صحیحٌ)

ثابت ہوا کہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما قربانی ترک بھی کر دیتے تھے اور اس کی خبر لوگوں کو دیتے، تا کہ لوگ قربانی کو واجب نہ سمجھ لیں۔

❁ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

مَا كُنْتُ أُبَالِي لَوْ ضَحَّيْتُ بِدِيكٍ، وَلَأَنْ آخُذَ ثَمَنَ الْأُضْحِيَّةِ فَأَتَصَدَّقَ بِهٖ عَلٰى مِسْكِينٍ مُقْتِرٍ فَهُوَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أُضَحِّيَ .

''مجھے کوئی پرواہ نہیں کہ میں ایک مرغا کی قربانی کروں۔ میں قربانی کی قیمت کسی ضرورت مند مسکین پر صدقہ کردوں یہ مجھے قربانی کرنے سے زیادہ محبوب ہے۔''

(المحلّٰی لابن حَزم : 9/6، وسندہٗ صحیحٌ)

اس قطعاً ثابت نہیں ہوتا کہ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ مرغ کی قربانی کے قائل تھے یا قربانی کرنے کے بجائے اس کی قیمت صدقہ کرنے کا افضل سمجھتے تھے، دراصل آپ رضی اللہ عنہ نے یہ دونوں باتیں خاص رجحان کے رد میں فرمائی ہیں۔ مطلب کہ اگر لوگ دیکھا دیکھی اور نمود ونمائش کے لیے جانور قربان کریں، اس سے کہیں بہتر ہوگا کہ میں بڑے بڑے جانور قربان کرنے کے بجائے چھوٹا سا مرغا ہی رضائے الٰہی کے لیے ذبح کردوں یا دیکھا دیکھی میں قربانی کا جانور ذبح کرنے کے بجائے اس جانور کی قیمت کسی محتاج غریب کو دے دوں۔

اہل علم نے اس اثر سے قربانی کا عدم وجوب ثابت کیا ہے۔

❁ علامہ ابن حزم رحمہ اللہ (۴۵۶ھ) فرماتے ہیں:

لَا يَصِحُّ عَنْ أَحَدٍ مِّنَ الصَّحَابَةِ أَنَّ الْأُضْحِيَّةَ وَاجِبَةٌ .

''کسی صحابی سے قربانی کو واجب کہنا ثابت نہیں۔''

(المُحلّٰی بالآثار : 10/6)

❁ علامہ شاطبی رحمہ اللہ (۷۹۰ھ) فرماتے ہیں:

كَانَ الصَّحَابَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ لَا يُضَحُّونَ يَعْنِي أَنَّهُمْ لَا يَلْتَزِمُونَ الْأُضْحِيَّةَ .

''صحابہ کرام رضی اللہ عنہم قربانی کرنا ضروری نہیں سمجھتے تھے۔''

(الاعتصام : 602/2)

امام بخاری رحمہ اللہ اور دیگر محدثین عظام کے نزدیک بھی قربانی سنت ہے۔

تنبیہ:

❀ سیدنا ابوسریحہ حذیفہ بن اُسید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

أَدْرَكْتُ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَكَانَا لِي جَارَيْنِ، وَكَانَا لَا يُضَحِّيَانِ .

''سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما میرے پڑوسی تھے، میں نے آپ رضی اللہ عنہما کو دیکھا، آپ قربانی نہیں کرتے تھے۔''

(الخلافيّات للبيهقي : 335/7)

سند ضعیف ہے۔ عامر شعبی کا سیدنا ابوسریحہ رضی اللہ عنہ سے سماع معلوم نہیں ہو سکا۔

فائدہ:

❀ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ كَانَ لَهٗ سَعَةٌ فَلَمْ يُضَحِّ فَلَا يَقْرَبَنَّ مُصَلَّانَا .

''استطاعت و قدرت کے باوجود قربانی نہ کرنے والا ہماری عیدگاہوں کے قریب نہ پھٹکے۔''

(مسند أحمد : 321/2، سنن ابن ماجه : 3123، المستدرك للحاكم : 390/2)

یہ روایت مرفوعاً ضعیف و منکر ہے۔ عبداللہ بن عیاش قتبانی ضعیف ہے۔

❀ امام ابوحاتم رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَيْسَ بِالْمَتِينِ .

''یہ پختہ کار راوی نہیں، (منکر روایات بیان کر دیتا ہے)۔''

(الجرح والتّعديل لابن أبي حاتم : 126/5)

❀ **امام ابن یونس رحمہ اللہ نے ''منکر الحدیث'' کہا ہے۔**

(الإكمال لابن ماكولا : 72/6، تهذيب التّهذيب : 351/5)

❀ **علامہ ابن حزم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:**

لَيْسَ مَعْرُوفًا بِالثِّقَةِ . **''یہ ثقہ نہیں ہے۔''**

(المحلّى بالآثار : 8/6)

❀ **اس روایت کو امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے ''منکر'' کہا ہے۔**

(الفُروسِيّة لابن القيم، ص 200، كتاب الفُروع لابن مُفلِح : 309/2)

❀ **علامہ ابن حزم رحمہ اللہ نے اس روایت پر جرح کی ہے۔**

(المحلّى بالآثار : 7/6)

❀ **حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:**

اُخْتُلِفَ فِي رَفْعِهِ وَوَقْفِهِ وَالْمَوْقُوفُ أَشْبَهُ بِالصَّوَابِ قَالَهُ الطَّحَاوِيُّ وَغَيْرُهُ وَمَعَ ذٰلِكَ فَلَيْسَ صَرِيحًا فِي الْإِيجَابِ .

''اس حدیث کے مرفوع اور موقوف ہونے میں اختلاف ہے، اس کا موقوف ہونا راجح ہے، جیسا کہ امام طحاوی وغیرہ رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ قربانی کے وجوب پر صراحت نہیں کرتی۔''

(فتح الباري : 3/10)

۞ امام دارقطنی رحمہ اللہ نے اس روایت کا موقوف ہونا ہی صحیح قرار دیا ہے۔

(عِلَل الدارقطني : 2023)

۞ حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

الْأَغْلَبُ عِنْدِي فِي هٰذَا الْحَدِيثِ أَنَّهٗ مَوْقُوفٌ عَلٰى أَبِي هُرَيْرَةَ.

''میرے نزدیک صواب یہی ہے کہ یہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی موقوف روایت ہے۔''

(التّمهيد لما في المؤطإ من المعاني والأسانيد : 191/23)

۞ یہ روایت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے موقوفاً بسند صحیح ثابت ہے۔

(التّمهيد لما في المؤطإ من المعاني والأسانيد : 191/23)

مگر اس سے قربانی کا واجب ہونا ثابت نہیں ہوتا۔

تنبیہ:

۞ علامہ ابن العربی رحمہ اللہ (۵۴۳ھ) فرماتے ہیں:

لَيْسَ فِي فَضْلِ الْأُضْحِيَّة حَدِيثٌ صَحِيحٌ يُعَوَّلُ عَلَيْهِ، وَقَدْ رَوَى النَّاسُ فِيهَا عَجَائِبُ لَمْ يَصِحَّ مِنْهَا شَيْءٌ.

''قربانی کی خاص فضیلت پر کوئی قابل اعتماد صحیح حدیث نہیں، لوگوں نے اس بارے میں عجیب وغریب روایات بیان کر رکھی ہیں، ان میں سے کوئی روایت بھی ثابت نہیں۔''

(عارِضَة الأحوذِي : 288/6، المَسالك : 145/5)

احکام ومسائل

جانور کی عمر:

قربانی کے جانور کا دوندا ہونا شرط ہے، یہ کم سے کم عمر ہے، ورنہ اس سے زائد عمر کے جانور کی قربانی بھی جائز ہے۔

❁ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا تَذْبَحُوا إِلَّا مُسِنَّةً إِلَّا أَنْ يُّعْسَرَ عَلَيْكُمْ فَتَذْبَحُوا جَذَعَةً مِّنَ الضَّأْنِ .

''دوندا جانور ہی ذبح کریں، تنگی کی صورت میں بھیڑ کی نسل سے جذعہ ذبح کر لیں۔''

(صحيح مسلم : 1963)

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) فرماتے ہیں:

قَالَ الْعُلَمَاءُ : الْمُسِنَّةُ هِيَ الثَّنِيَّةُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مِنَ الْإِبِلِ وَالْبَقَرِ وَالْغَنَمِ فَمَا فَوْقَهَا وَهٰذَا تَصْرِيحٌ بِأَنَّهٗ لَا يَجُوزُ الْجَذَعُ مِنْ غَيْرِ الضَّأْنِ فِي حَالٍ مِنَ الْأَحْوَالِ وَهٰذَا مُجْمَعٌ عَلَيْهِ عَلٰى مَا نَقَلَهُ الْقَاضِي عِيَاضٌ .

''اہل علم کہتے ہیں: ''مسنہ'' اونٹ، گائے اور بکری میں دوندے یا اس سے بڑی عمر کے جانور کو کہتے ہیں، اس میں واضح صراحت ہے کہ بھیڑ کے علاوہ کسی

جنس کا کھیرا جانور کی کسی صورت قربانی جائز نہیں، اس پر اجماع ہے کہ جیسا کہ قاضی عیاض رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے۔''

(شرح مسلم : 117/13)

❀ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ثَنِيًّا فَصَاعِدًا وَاسْتَسْمِنْ فَإِنْ أَكَلْتَ أَكَلْتَ طَيِّبًا وَإِنْ أَطْعَمْتَ أَطْعَمْتَ طَيِّبًا .

''قربانی کا جانور دوندا یا اس سے بڑا ہو، اسے خوب فربہ کیجئے، جب کھلائیں، تو اچھا کھلائیں۔''

(السّنن الكبرىٰ للبيهقي : 273/9، وسندهٗ صحيحٌ)

تمام اہل لغت کے نزدیک مسنہ کا معنی دوندا ہے۔بعض اہل علم نے سہولت کے پیش نظر جانور کی عمر بیان کر دی ہے۔اگر اس عمر کو پہنچ جاتا ہے، مگر دوندا نہیں ہوتا، تو قربانی جائز نہیں۔اس لیے قربانی میں شرط جانور کے دوندا ہونے کی ہے، نہ کہ عمر کی۔

❀ سیدنا ابو بردہ بن دینار انصاری رضی اللہ عنہ نے نماز عید سے پہلے ہی قربانی کر لی، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ قربانی کرنے کا حکم فرمایا، عرض کیا: اللہ کے رسول! میرے پاس کھیرا بکرا ہے، جو دوندا سے بہتر ہے۔فرمایا:

اِذْبَحْهَا، وَلَنْ تَجْزِيَ جَذَعَةٌ عَنْ أَحَدٍ بَعْدَكَ .

''آپ اسی کی قربانی کر سکتے ہیں، لیکن کسی اور کے لیے کھیرا بکرا کفایت نہیں کرے گا۔''

(صحيح البخاري : 968، صحيح مسلم : 1961)

۞ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قَدْ أَجْمَعَ أَهْلُ العِلْمِ أَنْ لَا يُجْزِءَ الْجَذَعُ مِنَ الْمَعْزِ، وَقَالُوا: إِنَّمَا يُجْزِءُ الْجَذَعُ مِنَ الضَّأْنِ.

''اہل علم کا اجماع ہے کہ بکری کی جنس کا ''جذعہ'' قربانی میں کفایت نہیں کرتا، جبکہ بھیڑ کی جنس کا ''جذعہ'' کفایت کرتا ہے۔''

(سنن التّرمذي، تحت الحديث : 1508)

۞ حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

لَا أَعْلَمُ خِلَافًا أَنَّ الْجَذَعَ مِنَ الْمَعزِ وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ يُضَحّٰى بِهٖ غَيْرَ الضَّأْنِ لَا يَجُوزُ وَإِنَّمَا يَجُوزُ مِنْ ذٰلِكَ كُلِّهِ الثَّنِيُّ فَصَاعِدًا.

''اس بارے میں مجھے کسی اختلاف کا علم نہیں کہ چھترے کے علاوہ بکرے اور دیگر جن جانوروں کی قربانی کی جاتی ہے، ان میں کھیرے جانور کی قربانی جائز نہیں، ان سب میں دوندے یا اس سے بڑے عمر کا جانور جائز ہے۔''

(التّمهيد : 188/23)

۞ قاضی عیاض رحمہ اللہ (۵۴۴ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ أَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ عَلَى الْأَخْذِ بِحَدِيثِ أَبِي بُرْدَةَ، وَأَنَّهٗ لَا يُجْزِئُ الْجَذَعُ مِنَ الْمَعْزِ.

''حدیث ابی بردہ رضی اللہ عنہ پر عمل کرنے پر اہل علم کا اجماع ہے، نیز اجماع ہے کہ بکری کی جنس میں ''جذع'' کی قربانی جائز نہیں۔''

(إكمال المُعلم : 410/6)

۞ علامہ ابن تین رحمہ اللہ (٦١١ ھ) فرماتے ہیں:

اَلْإِجْمَا عُ عَلٰی أَنَّ الْجَذَ عَ مِنَ الْمَعْزِ لَا يُجْزِئُ .

''اس پر اجماع ہے کہ بکری کی جنس میں ''جذع'' کی قربانی جائز نہیں۔''

(التّوضيح لابن الملقِّن : 604/26)

''جذعہ'' کی عمر میں اختلاف ہے، جمہور ایک سال کے قائل ہیں اور احتیاط کا تقاضا بھی یہی ہے۔

۞ حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ ھ) فرماتے ہیں:

اَلْجَذَ عُ مِنَ الضَّأْنِ مَا لَهٗ سَنَةٌ تَامَّةٌ، هٰذَا هُوَ الْأَصَحُّ عِنْدَ أَصْحَابِنَا، وَهُوَ الْأَشْهَرُ عِنْدَ أَهْلِ اللُّغَةِ وَغَيْرِهِمْ .

''بھیڑ کی جنس کا ''جذعہ'' مکمل ایک سال کا ہوتا ہے، یہی ہمارے اصحاب کے نزدیک صحیح ترین ہے اور اہل لغت کے ہاں مشہور ہے۔''

(شرح صحيح مسلم : 118/13)

اس حدیث میں مذکورہ حکم عام ہے اور ہر جانور کو شامل ہے، وہ بکری کی جنس ہو یا بھیڑ کی، گائے کی جنس ہو یا اونٹ کی، سب کا دوندا ہونا ضروری ہے، وہ صحیح احادیث جن میں بھیڑ کے جَذَعَةٌ کی قربانی کا جواز ہے، وہ تنگی پر محمول ہیں، یعنی دوندا جانور نہ ملے، تو ایک سال کا دنبہ یا بھیڑ ذبح کی جاسکتی ہے، اس طرح تمام احادیث پر عمل ہو جائے گا۔

تنگی کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں؛

① دوندا جانور دستیاب نہ ہونا۔

④ قوت خرید سے باہر ہونا۔

قربانی میں کم سے کم دوندا جانور ذبح کیا جائے گا، اس سے بڑی عمر کا جانور بھی ذبح کیا جا سکتا ہے۔

❁ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ثَنِيًّا فَصَاعِدًا وَاسْتَسْمِنْ فَإِنْ أَكَلْتَ أَكَلْتَ طَيِّبًا وَإِنْ أَطْعَمْتَ أَطْعَمْتَ طَيِّبًا .

''قربانی کا جانور دوندا یا اس سے بڑا ہو، اسے خوب فربہ کیجئے، جب کھلائیں، تو اچھا کھلائیں۔''

(السّنن الكبرىٰ للبيهقي : 273/9، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے:

فِي الضَّحَايَا وَالْبُدْنِ، الثَّنِيُّ فَمَا فَوْقَهٗ .

''قربانی اور ہدی میں دوندا یا اس سے بڑی عمر کا جانور ذبح کیا جائے گا۔''

(موطأ الإمام مالك :380/1، السّنن الكبرىٰ للبيهقي : 229/5، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعُوا أَنَّ الثَّنِيَّ فَمَا فَوْقَهٗ يُجْزِئُ مِنْهَا كُلِّهَا .

''اجماع ہے کہ دوندا یا اس سے بڑی عمر کے جانور قربانی وغیرہ میں کفایت کرتے ہیں۔''

(الاستذكار : 250/4، المَسالك شرح موطأ الإمام مالك لابن العربي : 427/4، بِداية المُجتهد لابن رُشد : 138/2)

تنبیہ:

بعض ناعاقبت اندیش جانور دوندا باور کروانے کے لئے سامنے والے دانت توڑ دیتے ہیں، یہ محض دھوکا اور فریب ہے، ایسے جانور کی قربانی درست نہیں۔

قربانی میں شراکت:

بکرا، بکری، دنبہ اور بھیڑ صرف ایک آدمی کو کفایت کرتے ہیں۔

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعُوا عَلٰی أَنَّ الشَّاةَ لَا یَجُوزُ الْاِشْتِرَاكُ فِیهَا .

''اہل علم کا اجماع ہے کہ بکری میں شراکت جائز نہیں۔''

(شرح مسلم : 67/9)

البتہ ایک بکرا یا دنبہ تمام اہل خانہ کے لیے کافی ہے، دلائل ملاحظہ ہوں:

① نبی کریم ﷺ نے دنبے کی قربانی کی اور فرمایا:

بِسْمِ اللّٰهِ، اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنْ مُّحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ وَمِنْ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ .

''اللہ کے نام کے ساتھ (ذبح کرتا ہوں)، اے اللہ! (یہ قربانی) محمد (ﷺ) آل محمد اور امت محمد کی طرف سے قبول فرما۔''

(صحیح مسلم : 1967)

حدیث مبارکہ سے ثابت ہوا کہ ایک دنبہ یا بکرا تمام اہل خانہ کی طرف سے ذبح کیا جا سکتا ہے، سب کی طرف سے قربانی ادا ہو جائے گی۔

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) فرماتے ہیں:

قَالَ جَمَاعَةٌ مِّنْ أَصْحَابِنَا بَلْ كُلُّهُمْ : اَلْأُضْحِیَّةُ سُنَّةٌ عَلَی

الْكِفَايَةِ فِي حَقِّ كُلِّ أَهْلِ بَيْتٍ، فَإِذَا ضَحّٰى وَاحِدٌ مِّنْهُمْ حَصَلَ الشِّعَارُ وَالسُّنَّةُ لِجَمِيعِهِمْ.

''ہمارے شوافع اصحاب کی ایک جماعت بلکہ تمام شوافع کہتے ہیں کہ (بکرا یا دنبہ کی) قربانی تمام اہل خانہ کے لیے سنت کفایہ ہے، جب گھر کا ایک فرد قربانی کر دے، تو تمام گھر والوں کو قربانی کا شعار اور سنت حاصل ہو جاتی ہے۔''

(الأذكار، ص 246)

۞ علامہ ابن ابی العز حنفی رحمہ اللہ (۷۹۲ھ) فرماتے ہیں:

اَلْأَحَادِيثُ الْمُتَقَدِّمَةُ فِي جَوَازِ الْأُضْحِيَّةِ الْوَاحِدَةِ عَنْ أَهْلِ الْبَيْتِ.

''مذکورہ احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ ایک بکری تمام گھر والوں کی طرف سے قربانی میں کفایت کرتی ہے۔''

(التّنبیه علی مشکلات الهدایة : 767/5)

منیٰ میں قربانی کرنے والوں کے اہل خانہ اس میں شریک نہیں ہو سکتے۔

فائدہ:

امت کی طرف سے قربانی کرنا نبی کریم ﷺ کا خاصہ ہے۔

② سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا:

كَيْفَ كَانَتِ الضَّحَايَا فِيكُمْ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟

''رسول اللہ ﷺ کے زمانہ اقدس میں قربانی کیسی تھی؟'' فرمایا:

كَانَ الرَّجُلُ فِي عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُضَحِّي

بِالشَّاةِ عَنْهُ وَعَنْ أَهْلِ بَيْتِهٖ فَيَأْكُلُونَ وَيُطْعِمُونَ، ثُمَّ تَبَاهَى النَّاسُ فَصَارَ كَمَا تَرٰى .

''عہد نبوی میں ایک بکری کی قربانی تمام اہل خانہ کی طرف سے کی جاتی تھی، وہ خود بھی گوشت کھاتے اور دوسروں کو بھی کھلاتے، بعد ازاں لوگ (قربانی کرنے میں) باہم فخر ومباہات کرنے لگے، حالت آپ کے سامنے ہے۔''

(موطّأ الإمام مالك : 486/2، سنن التّرمذي : 1505، سنن ابن ماجه : 3147، واللّفظ لهٗ، السّنن الكبرىٰ للبيهقي : 268/9، وسندهٗ صحيحٌ)

امام ترمذی رحمہ اللہ نے اسے ''حسن صحیح'' کہا ہے۔

③ سیدنا عبداللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُضَحِّي بِالشَّاةِ الْوَاحِدَةِ عَنْ جَمِيعِ أَهْلِهٖ .

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام اہل خانہ کی طرف سے ایک بکری قربانی کرتے تھے۔''

(الآحاد والمَثاني لابن أبي عاصم : 679، المُستدرك للحاكم : 456/3، 229/4 واللّفظ لهٗ، السّنن الكبرىٰ للبيهقي : 268/9، وسندهٗ صحيحٌ)

امام حاکم رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ''صحیح'' کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے موافقت کی ہے۔
یہ روایت صحیح بخاری (۷۲۱۰) میں موقوفاً بھی مروی ہے۔

اونٹ اور گائے میں شراکت:

اونٹ میں دس حصہ دار شریک ہو سکتے ہیں۔

❀ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ، فَحَضَرَ الْأَضْحٰى، فَاشْتَرَكْنَا فِي الْبَقَرَةِ سَبْعَةً، وَفِي الْجَزُورِ عَشَرَةً.

''ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ سفر میں عید الاضحیٰ کے موقع پر اونٹ میں دس اور گائے میں سات آدمی شریک ہوئے۔''

(مسند الإمام أحمد : 275/1، السّنن الكبرىٰ للنّسائي : 4123، 4392، 4482، سنن التّرمذي : 905، سنن ابن ماجه : 3131، المستدرك للحاكم : 230/4، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امامِ ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن غریب'' امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۲۹۰۸) امام ابن حبان رحمہ اللہ (۴۰۰۷) نے ''صحیح'' اور امام حاکم رحمہ اللہ نے ''امام بخاری رحمہ اللہ کی شرط پر صحیح'' کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

اس صحیح حدیث سے ثابت ہوا کہ اونٹ میں دس افراد شریک ہو سکتے ہیں۔

❁ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

نَحَرْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْحُدَيْبِيَةِ الْبَدَنَةَ عَنْ سَبْعَةٍ، وَالْبَقَرَةَ عَنْ سَبْعَةٍ.

''ہم نے حدیبیہ والے سال نبی کریم ﷺ کے ساتھ قربانی کی، ایک اونٹ اور گائے کو سات سات آدمیوں کی طرف سے ذبح کیا گیا۔''

(صحيح مسلم : 1318)

اس حدیث کو ''ہدی'' (منیٰ میں قربانی) پر محمول کریں، تو تعارض ختم ہو جاتا ہے، منی کے علاوہ ایک اونٹ کی دس قربانیاں ہو سکتی ہیں۔

تنبیہ:

زیادہ سے زیادہ گائے سات افراد شریک ہو سکتے ہیں، کم سے کم سے کی کوئی قید نہیں۔ جب ایک آدمی ایک گائے یا اس سے زیادہ گائیں ذبح کرسکتا ہے، تو ایک گائے میں دو یا تین حصہ دار بالاولیٰ شریک ہو سکتے ہیں۔

۞ امام طحاوی حنفی رحمہ اللہ (۳۲۱ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ أَجْمَعُوا أَنَّ الْبَقَرَةَ لَا تُجْزِئُ فِي الْأُضْحِيَّةِ عَنْ أَكْثَرَ مِنْ سَبْعَةٍ وَهِيَ مِنَ الْبُدُنِ بِاتِّفَاقِهِمْ .

''اہل علم کا اجماع ہے کہ گائے کی قربانی میں سات افراد سے زیادہ شریک نہیں ہو سکتے، ہدی میں بھی بالاتفاق سات افراد ہی شریک ہو سکتے ہیں۔''

(شرح مَعاني الآثار : 175/4)

بھینس کی قربانی:

بھینس کو فارسی میں گاومیش کہا جاتا ہے، اس کا معرب جاموس ہے۔ یہ سوڈان اور مصر میں پائی جاتی تھی۔ اہل لغت کا اتفاق ہے کہ بھینس گائے کی جنس ہے، بھینس کی قربانی پر اجماع ہے۔

۞ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ کیا بھینس کی سات قربانیاں ہوسکتی ہیں؟ فرمایا:

لَا أَعْرِفُ خِلَافَ هٰذَا .

''مجھے اس مسئلہ میں اختلاف معلوم نہیں۔''

(مسائل الإمام أحمد واسحاق بن راهويه برواية الكَوسج : 369/2)

۞ امام ابن منذر رحمہ اللہ (۳۱۹ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعُوا عَلٰی أَنَّ حُكْمَ الْجَوَامِيسِ حُكْمُ الْبَقَرِ .

''اہل علم کا اجماع ہے کہ بھینسوں کا حکم گائیوں والا ہے۔''

(الإجماع، ص 45)

۞ علامہ ابن قدامہ رحمہ اللہ (۶۲۰ھ) فرماتے ہیں:

لَا خِلَافَ فِي هٰذَا نَعْلَمُهُ .

''ہم اس میں کچھ اختلاف نہیں جانتے۔''

(المُغني: 444/2)

۞ حافظ ابن قطان فاسی رحمہ اللہ (۶۲۸ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعُوا أَنَّ الْجَوَامِيسَ بِمَنْزِلَةِ الْبَقَرِ، وَأَنَّ اسْمَ الْبَقَرِ وَاقِعٌ عَلَيْهَا .

''اہل علم کا اجماع ہے کہ بھینسیں حکم میں گائے کی طرح ہیں، ان پر گائے کا نام صادق آتا ہے۔''

(الإقناع في مسائل الإجماع: 205/1)

بھینس بھی گائے کی جنس ہے۔

۞ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

اَلْجَوَامِيسُ بِمَنْزِلَةِ الْبَقَرِ حَكَی ابْنُ الْمُنْذِرِ فِيهِ الْإِجْمَاعَ .

''بھینسیں گائے کی طرح ہے، ابن منذر رحمہ اللہ نے اس پر اجماع نقل کیا ہے۔''

(مَجموع الفتاوٰی: 37/25)

۞ فقہ حنفی کی معتبر ترین کتاب میں ہے:

اَلْبَقَرُ وَالْجَوَامِيسُ جِنْسٌ وَاحِدٌ .

''گائے اور بھینس ایک ہی جنس سے ہیں۔''

(فتاویٰ عالمگیری:3/120)

۞ نیز لکھا ہے:

لَا يَقَعُ اسْمُ الْبَقَرِ عَلَى الْجَامُوسِ، وَإِنْ كَانَ مِنْ جِنْسِ الْبَقَرِ هٰكَذَا فِي الْبَدَائِعِ .

''بھینس پر بقر کا لفظ نہیں بولا جاتا ہے، اگرچہ بھینس بھی بقر کی جنس میں سے ہے، بدائع الصنائع میں اسی طرح درج ہے۔''

(فتاویٰ عالمگیری:3/577)

۞ علامہ ابن بزاز کردری حنفی رحمہ اللہ (۸۲۷ھ) فرماتے ہیں:

اَلْجَامُوسُ يَجُوزُ فِيهَا .

''بھینس کی قربانی جائز ہے۔''

(الفتاوى البزّازية : 6/289)

۞ مشہور لغوی، علامہ ازہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَجْنَاسُ الْبَقَرِ مِنْهَا الْجَوَامِيسُ .

''گائے کی مختلف اجناس ہیں، ایک ان میں سے بھینس بھی ہے۔''

(الزّاهر في غريب ألفاظ الشافعي، ص101)

۞ علامہ وہبہ زحیلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا خِلَافَ فِي أَنَّ الْجَوَامِيسَ وَالْبَقَرَ سَوَاءٌ لِاتِّحَادِ الْجِنْسِيَّةِ، إِذْ هُوَ نَوْعٌ مِّنْهُ .

''اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ گائیں اور بھینسیں (حکم میں) برابر ہیں، کیونکہ ان کی جنس ایک ہے، بھینس گائے کی ایک قسم ہے۔''

(الفِقه الإسلامي : 1926/3)

۞ لغوی امام، علامہ ابونصر جوہری رحمہ اللہ (۳۹۳ھ) فرماتے ہیں:

اَلْجِنْسُ الضَّرْبُ مِنَ الشَّيْءِ، وَهُوَ أَعَمُّ مِنَ النَّوْعِ .

''جنس، کسی چیز کی قسم کو کہتے ہیں، اس میں ''نوع'' کی بہ نسبت عموم پایا جاتا ہے۔''

(الصِّحاح تاج اللّغة : 915/3)

۞ علامہ عینی حنفی رحمہ اللہ (۸۵۵ھ) نقل کرتے ہیں:

اَلْبَقَرُ جِنْسٌ، وَأَنْوَاعُهُ : اَلْجَامُوسُ ....

''بقر جنس ہے اور اس کی انواع میں ایک بھینس بھی ہے۔''

(البِناية شرح الهداية : 324/3)

بھینس کی حلت:

بھینس حلال ہے، تمام اہل لغت کے ہاں بھینس گائے کی جنس ہے۔ گائے کی حلت قرآن وحدیث میں ثابت ہے، جو بھینس کو بھی شامل ہے۔ نیز اس کے حلال ہونے پر اجماع ہے۔

۞ امام ابن منذر رحمہ اللہ (۳۱۹ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعُوا عَلٰى أَنَّ حُكْمَ الْجَوَامِيسِ حُكْمُ الْبَقَرِ .

''اہل علم کا اجماع ہے کہ بھینس گائے کے حکم میں ہے۔''

(الإجماع : 47)

۞ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿أُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيْمَةُ الْأَنْعَامِ﴾ (المائدة : ۱)

''تمہارے لیے مویشی چوپائے حلال کیے گئے ہیں۔''

اس آیت میں تمام مویشی چوپائے شامل ہیں، جو حرام ہیں، ان کو مستثنیٰ کر دیا گیا۔

❁ اس آیت کریمہ کی تفسیر میں مفتی محمد شفیع دیوبندی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''اور لفظِ انعام، نعم کی جمع ہے، پالتو جانور، جیسے اونٹ، گائے، بھینس، بکری وغیرہ، جن کی آٹھ قسمیں سورۂ انعام میں بیان فرمائی گئی ہیں، ان کو ''انعام'' کہا جاتا ہے، بھیمۃ کا لفظ عام تھا، ''انعام'' کے لفظ نے اس کو خاص کر دیا، مراد آیت کی یہ ہو گئی کہ گھریلو جانوروں کی آٹھ قسمیں تمہارے لیے حلال کر دی گئیں، لفظ عقود کے تحت ابھی آپ پڑھ چکے ہیں کہ تمام معاہدات داخل ہیں، ان میں سے ایک معاہدہ وہ بھی ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں سے حلال وحرام کی پابندی کے متعلق لیا ہے، اس جملہ میں اس خاص معاہدہ کا بیان آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے اونٹ، بکری، گائے، بھینس وغیرہ کو حلال کر دیا ہے، ان کو شرعی قاعدہ کے موافق ذبح کر کے کھا سکتے ہیں۔''

(معارف القرآن: 13/3)

❁ علامہ سغدی حنفی (۴۶۱ھ) فرماتے ہیں:

''بھینس کے حلال ہونے میں کوئی اختلاف نہیں۔''

(النُّتَف في الفتاویٰ: 230/1)

جانور کے عیوب:

جانور میں درج ذیل عیوب ونقائص نہ ہوں:

❁ سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَرْبَعٌ لَا تَجُوزُ فِي الْأَضَاحِيِّ، الْعَوْرَاءُ بَيِّنٌ عَوَرُهَا، وَالْمَرِيضَةُ بَيِّنٌ مَرَضُهَا، وَالْعَرْجَاءُ بَيِّنٌ ظَلْعُهَا، وَالْكَسِيرُ الَّتِي لَا تُنْقِي .

''چار قسم کے جانوروں کی قربانی جائز نہیں: (۱) کانا (۲) واضح بیمار (۳) واضح لنگڑا (۴) شکستہ ولاغر۔''

(مسند الإمام أحمد : 84/4، سنن أبي داؤد : 2802، سنن النّسائي : 4374، سنن التّرمذي : 1497، سنن ابن ماجه : 3144، وسندهٗ صحيحٌ متصلٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی، امام ابن خزیمہ (۲۹۱۲)، امام ابن حبان (۵۹۱۹، ۵۹۲۲)، امام ابن الجارود (۴۸۱) اور امام حاکم رحمہم اللہ (۱/ ۴۶۷۔۴۶۸) نے ''صحیح'' کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

❀ حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا الْعُيُوبُ الْأَرْبَعَةُ الْمَذْكُورَةُ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ فَمُجْتَمَعٌ عَلَيْهَا لَا أَعْلَمُ خِلَافًا بَيْنَ الْعُلَمَاءِ فِيهَا .

''اس حدیث میں مذکورہ چار عیوب پر اجماع ہے، ان کے بارے میں مجھے علما کے مابین کسی اختلاف کا علم نہیں۔''

(الاستذكار : 215/5)

❀ علامہ حلیمی رحمہ اللہ (۴۰۳ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ عَلٰى أَنَّ العَمْيَاءَ لَا تَجْرِي، وَالْجَرْبَاءَ لَا تَجْرِي .

''علما کا اجماع ہے کہ اندھے اور خارش زدہ جانور کی قربانی درست نہیں۔''

(المِنهاج في شُعَب الإيمان : 140/3)

خریداری کے بعد عیب پیدا ہو جائے، تو کوئی حرج نہیں۔

❀ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

إِنْ كَانَ أَصَابَهَا بَعْدَ مَا اشْتَرَيْتُمُوهَا فَأَمْضُوهَا، وَإِنْ كَانَ أَصَابَهَا قَبْلَ أَنْ تَشْتَرُوهَا فَأَبْدِلُوهَا .

''خریداری کے بعد عیب پیدا ہو، تو قربانی کر لیں، عیب پہلے سے موجود ہو، تو جانور بدل لیں۔''

(السّنن الكبرىٰ للبيهقي : 289/9، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ امام زہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِذَا اشْتَرَى الرَّجُلُ أُضْحِيَتَهُ فَمَرِضَتْ عِنْدَهُ، أَوْ عَرَضَ لَهَا مَرَضٌ فَهِيَ جَائِزَةٌ .

جانور خریدنے کے بعد بیمار ہو جائے، تو قربانی جائز ہے۔''

(مصنّف عبدالرّزاق : 386/4، ح :8161، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (قربانی کے) جانور کی آنکھیں اور کان بغور دیکھنے کا حکم فرمایا۔

(سنن النّسائي :4381، سنن التّرمذي : 1503، سنن ابن ماجه : 3143، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی نے ''حسن صحیح''امام ابن خزیمہ (۲۹۱۴) اور امام حاکم رحمہ اللہ نے ''صحیح'' کہا ہے۔

❀ حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ''حسن الاسناد'' قرار دیا ہے۔

(التّمهيد : 167/20)

❁ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے:

سَأَلَهُ رَجُلٌ، فَقَالَ : يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، الْبَقَرَةُ؟ قَالَ : عَنْ سَبْعَةٍ، قُلْتُ : الْقَرْنُ؟ قَالَ : لَا يَضُرُّكَ، قَالَ : قُلْتُ : الْعَرَجُ؟ قَالَ : إِذَا بَلَغَتِ الْمَنْسَكَ، ثُمَّ قَالَ : أَمَرَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَسْتَشْرِفَ الْعَيْنَ وَالْأُذُنَ .

”آپ رضی اللہ عنہ سے ایک شخص نے پوچھا: امیر المومنین! گائے میں کتنے حصے ہو سکتے ہیں؟ فرمایا: سات، پوچھا: سینگ (ٹوٹے جانور کا کیا حکم ہے)؟ فرمایا: کوئی حرج نہیں۔ عرض کیا: (معمولی) لنگڑا پن ہو، تو؟ فرمایا: اگر قربان گاہ تک چل کر جا سکے، (تو کوئی حرج نہیں۔) پھر فرمایا: ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (جانور کے) آنکھ اور کان بغور دیکھنے کا حکم فرمایا۔“

(سنن الدّارمي : 1994، وسندهٗ حسنٌ)

جانور کی آنکھیں اور کان بغور دیکھنے کا حکم وجوبی نہیں، بلکہ استحباب پر محمول ہے، البتہ واضح کانے جانور کی قربانی جائز نہیں، جیسا کہ حدیث براء بن عازب رضی اللہ عنہ میں ثابت ہے۔

❁ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى أَنْ يُّضَحّٰى بِعَضْبَاءِ الْأُذُنِ وَالْقَرْنِ .

”نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کان کٹے اور ٹوٹے سینگ والے جانور کی قربانی سے منع فرمایا ہے۔“

(سنن أبي داود : 2805، سنن النّسائي : 4382، سنن التّرمذي : 1503، سنن ابن

ماجه : 3145، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن صحیح'' کہا ہے۔

❀ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے قربانی کے جانور کے متعلق پوچھا گیا، تو فرمایا:

لَا مُدَابَرَةَ وَلَا مُقَابَلَةَ وَلَا شَرْقَاءَ سَلِيمَةُ الْعَيْنِ وَالْأُذُنِ .

''جس جانور کا کان پیچھے یا آگے سے کاٹ کر لٹکا دیا جائیں یا درمیان سے چیر دیا جائے، اس کی قربانی نہ کی جائے، بلکہ وہ جانور ذبح کیا جائے، جس کی آنکھیں اور کان صحیح سلامت ہوں۔''

(عِلَل الدّارقطني : 239/3، وسندهٗ صحيحٌ)

کان چیرا ہوا ہو یا کٹا ہوا ہو یا کان میں سوراخ ہو، اسی طرح سینگ ٹوٹا ہوا ہو یا اس کا خول اتر گیا ہو، ان صورتوں میں قربانی جائز ہے، یہ قربانی میں مانع عیوب نہیں، البتہ ان عیوب کا نہ ہونا بہتر ہے۔ ان کے متعلق نہی تنزیہی ہے، جمہور اہل علم کی یہی رائے ہے۔

تنبیہ:

① بعض جانوروں کے پیدائشی طور پر خصیتین نہیں ہوتے، ایسے جانوروں کی قربانی درست ہے۔

② پیدائشی طور پر سینگوں کا نہ ہونا قربانی سے مانع نہیں۔

❀ حافظ ابن ملقن رحمہ اللہ (۸۰۴ھ) فرماتے ہیں:

قَامَ الْإِجْمَاعُ عَلٰى جَوَازِهَا بِالْأَجَمِ الَّذِي لَمْ يُخْلَقْ لَهٗ قَرْنَانِ .

''اس پر اجماع قائم ہے کہ جس جانور کے سینگ پیدائشی طور پر ہی نہ ہوں، اس جانور کی قربانی جائز ہے۔'' (الإعلام : 183/10)

❀ علامہ فخر الحسن بن عبد الرحمٰن گنگوہی حنفی رحمہ اللہ (۱۳۱۵ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ عَلٰى جَوَازِ التَّضْحِيَةِ بِالْأَجَمِّ الَّذِي لَمْ يُخْلَقْ لَهُ قَرْنٌ.

''اہل علم کا اجماع ہے کہ جس جانور کے پیدائشی طور پر سینگ نہ اُگے ہوں، اس کی قربانی جائز ہے۔''

(ما يليق من حَلِّ اللُّغات وشرح المُشكلات، ص 226)

③ حاملہ جانور کی قربانی جائز ہے، اجتناب بہتر ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے قربانی:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے قربانی کرنا ثابت نہیں۔ اس بارے میں دو روایات کی تحقیق ملاحظہ ہو۔

❀ حنش بن معتمر رحمہ اللہ سے مروی ہے:

رَأَيْتُ عَلِيًّا يُضَحِّي بِكَبْشَيْنِ فَقُلْتُ لَهُ: مَا هٰذَا؟ فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْصَانِي أَنْ أُضَحِّيَ عَنْهُ فَأَنَا أُضَحِّي عَنْهُ.

''میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا، آپ نے دو دنبے ذبح کیے، میں نے پوچھا: یہ کیا؟ فرمایا: مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت کی تھی کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے قربانی کروں، یہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے قربانی کر رہا ہوں۔''

(سنن أبي داود: 2790)

سند ضعیف ہے۔

① شریک بن عبداللہ قاضی سیء الحفظ اور مدلس ہے۔

② ابوالحسناء مجہول ہے۔

③ حکم بن عتیبہ مدلس ہے۔

④ حنش بن معتمر ضعیف ہے۔

❁ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے عید الاضحیٰ والے دن ایک مینڈھا منگوایا اور اسے ذبح کرتے وقت یہ الفاظ کہے:

بِسْمِ اللّٰهِ، اَللّٰهُمَّ مِنْكَ وَلَكَ وَمِنْ مُحَمَّدٍ لَكَ .

''بسم اللہ، اے اللہ! یہ قربانی تیری عطا ہے اور تیری رضا کے لیے ہے، محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے خالصتاً تیرے لیے قربان کی جا رہی ہے۔''

(السّنن الكبرىٰ للبيهقي : 19187)

سند ضعیف ہے۔

① عاصم بن شریب مجہول ہے، اسے امام ابو حاتم رحمہ اللہ (الجرح والتعدیل : ۶/ ۳۸۷) اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ (میزان الاعتدال : ۲/۳۵۲) نے ''مجہول'' کہا ہے۔ امام ابن حبان رحمہ اللہ نے الثقات (۵/ ۲۳۹) میں ذکر کیا ہے۔

② ابوبکر بن رَجاء زبیدی کی توثیق ثابت نہیں۔

③ ابوالفضل، سفیان بن محمد بن محمود جوہری کی توثیق نہیں ملی۔

④ ابونصر احمد بن عمرو بن محمد عراقی کی توثیق نہیں مل سکی۔

کسی صحابی، تابعی اور تبع تابعی سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے قربانی کرنا ثابت نہیں۔

متفرق احکام:

① ذوالحجہ سے پہلے بال اور ناخن کاٹنے ضروری نہیں، صرف دس دن رکھنا ہے، جہاں قربانی کا اجر پائیں گے، وہاں اس سنت کے نور، برکت اور اجر سے بہرہ مند ہو جائیں گے۔

❁ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا دَخَلَتِ الْعَشْرُ، وَأَرَادَ أَحَدُكُمْ أَنْ يُضَحِّيَ، فَلَا يَمَسَّ مِنْ شَعَرِهِ وَبَشَرِهِ شَيْئًا .

''جب عشرۂ ذوالحجہ داخل ہو جائے اور آپ قربانی کرنا چاہتے ہیں، تو اپنے سر اور جسم کے بال نہ مونڈھیں۔''

(صحيح مسلم : 1977)

❁ سنن النسائی (۴۳۶۲) میں ہے:

مَنْ أَرَادَ أَنْ يُضَحِّيَ فَلَا يَقْلِمْ مِنْ أَظْفَارِهِ، وَلَا يَحْلِقْ شَيْئًا مِنْ شَعْرِهِ فِي عَشْرِ الْأُوَلِ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ .

''جو قربانی کرنا چاہتا ہو، وہ ذوالحجہ کے پہلے دس دن ناخن تراشے، نہ جسم سے کوئی بال مونڈھے۔''

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے (مدینہ میں) قربانی کرنے کے بعد سر کے بال منڈوائے، فرمایا: یہ واجب نہیں۔ (مؤطأ الإمام مالك : 483/2، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ایام ذی الحجہ میں ایک عورت کو اپنے بچے کے بال کاٹتے دیکھ کر فرمایا:

''اگر قربانی والے دن تک موخر کر دیتی، تو بہتر تھا۔''

(المُستدرك على الصّحيحين للحاكم : 246/4، ح : 7520، وسندهٗ حسنٌ)

❁ امام سعید بن مسیّب رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ کیا یحییٰ بن یعمر رحمہ اللہ خراسان میں فتویٰ دیتے تھے کہ جو قربانی کا ارادہ رکھتا ہو، وہ عشرہ ذوالحجہ میں اپنے بال اور ناخن نہ کاٹے؟ تو سعید بن مسیّب رحمہ اللہ نے فرمایا: انہوں نے صحیح فتویٰ دیا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی یہی فتویٰ دیتے تھے۔

(مُسند إسحاق بن راهويه : 1817، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

''ایک صحابی نے عرض کیا: اللہ کے رسول! میرے پاس قربانی کے لیے صرف بکری ہے، (وہ بھی کسی کو دودھ کے لیے عاریۃً دے رکھی ہے) کیا میں اس کی قربانی کرلوں؟ فرمایا: نہیں، بلکہ آپ (دس ذوالحجہ کو) اپنے بال کاٹ لیں، ناخن تراش لیں، مونچھیں مونڈ لیں اور زیر ناف بال صاف کرلیں، تو اللہ تعالیٰ آپ کو مکمل قربانی کا اجر دے گا۔''

(مسند أحمد : 169/2، سنن أبي داود : 2789، سنن النّسائي : 4365، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ابن حبان (۵۹۱۴)، امام حاکم (۲۲۳/۴) اور حافظ ذہبی رحمہم اللہ نے ''صحیح'' کہا ہے۔

ذوالحجہ کا چاند دیکھنے سے پہلے بال کاٹنا مستحب ہے، ضروری نہیں، جب مسلمان قربانی کرنے لگیں، تو اس وقت بال کٹوائے جا سکتے ہیں۔

❁ علامۃ الہند شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ (۱۱۷۶ھ) فرماتے ہیں:

اُسْتُحِبَّ تَرْكُ الْحَلْقِ لِمَنْ قَصَدَ التَّضْحِيَةَ.

''جو قربانی کا ارادہ رکھتا ہے، اس کے لیے بال نہ کاٹنا مستحب ہے۔''

(حُجة اللّٰه البالِغة : 48/2)

② قربانی کی استطاعت نہ رکھنے والا ذوالحجہ کا چاند نظر آنے سے پہلے جسم کے فاضل بال (زیر ناف)، سر کے بال اور مونچھیں کاٹ لے، ناخن تراشے، پھر قربانی تک اس سے پرہیز کرے، تو اسے قربانی کا پورا اجر وثواب ملے گا۔

(مسند أحمد : 169/2، سنن أبي داود : 2789، سنن النّسائي : 4365، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ابن حبان (۵۹۱۴)، امام حاکم (۲۲۳/۴) اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ''صحیح'' کہا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا یہ فضل ہے کہ وہ اپنے مخلص اور محسن بندوں کو نیک نیتی پر بھی اجر وثواب سے نوازتا ہے۔ اگر کوئی شخص مالی استطاعت نہیں رکھتا، مگر وہ قربانی کے جذبہ سے سرشار ہے، تو اسے بھی اس اجر سے محروم نہیں رکھا گیا، لہٰذا اسے چاہیے کہ ان ایام میں بال وناخن کاٹنے سے رکا رہے اور دس ذوالحجہ کو جب قربانی کا وقت ہو، وہ ناخن اور بال کاٹ لے، تو اسے مکمل قربانی کا اجر مل جائے گا، سبحان اللہ!

❀ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِي غَزَاةٍ، فَقَالَ : إِنَّ أَقْوَامًا بِالْمَدِينَةِ خَلْفَنَا، مَا سَلَكْنَا شِعْبًا وَلَا وَادِيًا إِلَّا وَهُمْ مَعَنَا فِيهِ، حَبَسَهُمُ الْعُذْرُ .

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی غزوہ میں تھے، فرمایا: ہمارے پیچھے مدینہ میں کچھ لوگ ہیں، جو ہر وادی اور گھاٹی میں ہمارے ساتھ ہی ہیں، انہیں فقط عذر نے روک رکھا ہے۔''

(صحيح البخاري : 2839)

❀ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزَاةٍ، فَقَالَ : إِنَّ بِالْمَدِينَةِ لَرِجَالًا مَا سِرْتُمْ مَسِيرًا، وَلَا قَطَعْتُمْ وَادِيًا، إِلَّا كَانُوا مَعَكُمْ، حَبَسَهُمُ الْمَرَضُ .

''ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک غزوہ میں تھے، فرمایا: مدینہ میں کچھ لوگ ہیں، جو ہر سفر میں اور ہر وادی کو عبور کرتے وقت آپ کے ساتھ ہی ہوتے ہیں، انہیں فقط بیماری نے (آپ کے ساتھ غزوہ میں نکلنے سے) روک رکھا ہے۔''

(صحيح مسلم : 1911)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اصول بیان فرمایا کہ جس کی نیت اچھی ہو، جذبہ صادقہ ہو، مگر شرعی عذر کی وجہ سے وہ نیکی نہ کر سکے، تو اسے نیکی کرنے والوں کے برابر اجر ملتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مثال دے کر سمجھا کہ بعض لوگ غزوہ میں ہمارے ساتھ نکلنا چاہتے تھے، مگر بیماری مانع ہوئی اور وہ ہمارے ساتھ نہ چل سکے، مگر نیت خالص تھی، لہٰذا انہیں اس نیت پر جہاد کا اجر ملتا ہے، جس طرح بنفس نفیس جہاد میں نکلنے والے کا اجر ہوتا ہے، اسی طرح بیماری یا کسی شرعی عذر کی بنا پر غزوہ میں شریک نہ ہونے والوں کے لیے بھی اجر ہوتا ہے۔ یہ اللہ کا فضل ہے، وہ اپنے بندوں کو نیت پر بھی نوازتا ہے اور عذر کی بنا پر کسی کو اجر سے محروم نہیں کرتا۔

❀ سیدنا ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا مَرِضَ الْعَبْدُ، أَوْ سَافَرَ، كُتِبَ لَهُ مِثْلُ مَا كَانَ يَعْمَلُ مُقِيمًا صَحِيحًا .

''اگر کوئی حالت اقامت یا صحت یابی میں نیک عمل کرتا ہے، اسے بیماری یا سفر

میں بھی ویسے ہی اجر ملتا ہے۔‘‘

(صحيح البخاري : 2996)

مسافر اور مریض جب اقامت اور صحت میں تھے، تو انہوں نے اس عمل کو دوام کے ساتھ انجام دینے کا ارادہ کیا ہوا تھا، اب عذر کی وجہ سے وہ اپنے عمل پر دوام نہیں کر پا رہے، لہٰذا انہیں اپنے پختہ ارادے کی بنا پر نہ کرتے ہوئے بھی کرنے کا اجر ملتا ہے، یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے، جسے وہ چاہے عطا کر دے۔

البتہ جو شخص دوام کے ساتھ عمل نہیں کرتا اور نہ ہی دوام کا قصد اور ارادہ رکھتا ہے، تو اسے سفر اور مرض کی وجہ سے چھوڑے ہوئے عمل کا اجر نہیں ملتا۔

بعینہٖ ایک شخص قربانی کا ارادہ رکھتا ہے، لیکن مالی استطاعت نہ ہونے کی وجہ سے قربانی نہیں کر پاتا، تو اسے اسی نیت اور جذبہ کی وجہ سے مکمل قربانی کا اجر دیا جاتا ہے۔ اسی طرح جو پہلے استطاعت رکھتا تھا اور قربانی بھی کرتا تھا، بعد میں حالات کی تنگی کی وجہ سے قربانی نہیں کر پاتا، لیکن اس کی نیت درست ہے، تو اسے بھی قربانی کا اجر ملتا ہے۔ اسی لیے نبی کریم ﷺ نے ایسا جذبہ رکھنے والے کو بھی ان ایام میں بال اور ناخن نہ کاٹنے کی راہنمائی فرمائی اور اس پر پوری قربانی کے اجر کی نوید سنائی ہے۔

③ قربانی کے لیے نصاب زکوٰۃ کی شرط بے بنیاد ہے، ہر مسلمان اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے اپنی صورتِ حال کو مدنظر رکھ کر فیصلہ کر سکتا ہے۔ نبی کریم ﷺ پوری زندگی نصاب زکوۃ کو نہیں پہنچے، اس کے باوجود قربانی کرتے۔ ادھار لے کر قربانی کرنے والا اجر کثیر کا مستحق ہوگا۔

④ بیک وقت ایک سے زائد قربانیاں کی جا سکتی ہیں۔

⑤ پہلے دن قربانی افضل ہے۔

⑥ بوقت ذبح یہ دعا پڑھنی چاہیے:

بِسْمِ اللّٰهِ، وَاللّٰهُ أَكْبَرُ .

(صحیح مسلم : 1966)

اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنِّي وَمِنْ أَهْلِي .

''اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ (ذبح کرتا ہوں) اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ! (یہ قربانی) میری طرف سے اور میرے اہل کی طرف سے قبول فرما۔''

(صحیح مسلم : 1967، استدلالاً)

❀ ابوظبیان رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

قُلْتُ لَهُ : قَوْلُهُ عَزَّ وَجَلَّ : ﴿وَالْبُدْنَ جَعَلْنَاهَا لَكُمْ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِيهَا خَيْرٌ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَافَّ﴾(الحجّ : ٣٦) قَالَ : إِذَا أَرَدْتَ أَنْ تَنْحَرَ الْبَدَنَةَ فَأَقِمْهَا، ثُمَّ قُلِ : اَللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ مِنْكَ وَلَكَ، ثُمَّ سَمِّ، ثُمَّ انْحَرْهَا، قَالَ : قُلْتُ : وَأَقُولُ ذٰلِكَ فِي الْأُضْحِيَّةِ؟ قَالَ : وَالْأُضْحِيَّةِ .

''میں نے سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے فرمان باری تعالیٰ : ﴿وَالْبُدْنَ جَعَلْنَاهَا لَكُمْ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِيهَا خَيْرٌ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَافَّ﴾(الحجّ : ٣٦) کے متعلق پوچھا، تو فرمایا: جب آپ اونٹ کو نحر کرنا چاہیں، تو اسے کھڑا کیجئے، پھر پڑھیے: اَللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ،

مِنْكَ وَلَكَ، پھر بسم اللہ پڑھ کرنحر کردیجئے۔ میں نے عرض کیا: قربانی میں بھی ایسا ہی کیا جائے گا، فرمایا: جی، قربانی میں بھی ایسا ہی کیا جائے گا۔''

(المُستدرك للحاكم : 422/2، وسندهٗ حسنٌ)

امام حاکم رحمہ اللہ نے اسے بخاری ومسلم کی شرط پر صحیح کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے موافقت کی ہے۔

⑦ قربانی کے جانور کا گوشت، سری پائے اور کھال یا چمڑا وغیرہ قصاب کو بطور اجرت دینا ممنوع ہے، اجرت اپنی جیب سے دی جائے۔

⑧ قربانی کے گوشت میں مساکین وفقرا کا حق ہے، جو انہیں ملنا چاہیے، مقدار مقرر نہیں، بقیہ گوشت ذخیرہ کیا جا سکتا ہے۔(صحيح البخاري : 5569)

⑨ چرمہائے قربانی اور کھالیں کسی حق دار (مسکین ومحتاج) کو دی جائیں۔

(صحيح البخاري : 1717، صحيح مسلم : 1317)

نیز اپنے ذاتی استعمال میں بھی لائی جاسکتی ہیں۔

(صحيح مسلم : 1971)

⑩ قربانی کے جانور کا کوئی حصہ فروخت کیا جا سکتا ہے نہ اپنی ذاتی خدمت کے عوض کسی کو دیا جا سکتا ہے، کھال فروخت کرنا پڑے، تو اس کی قیمت مساکین وفقرا کو دے دی جائے۔

⑪ قربانی کی نیت سے جانور پالا، دوندا نہیں ہوا، وقت سے پہلے مر گیا یا گم ہو گیا، تو اس صورت میں اگر اس کی بجائے دوسرا جانور قربان کرنے کی استطاعت ہے، تو درست، ورنہ قربانی نہ کرنے کی وجہ سے گناہ گار نہیں۔

⑫ میت کی طرف سے قربانی کرنا ثابت نہیں۔

❀ علامہ محمد بن صالح عثیمین رحمہ اللہ (۱۴۲۱ھ) فرماتے ہیں:

اَلْأُضْحِيَّةُ لَيْسَتْ عَنِ الْأَمْوَاتِ كَمَا يَفْهَمُهُ الْعَوَّامُ، بَلْ هِيَ لِلْأَحْيَاءِ.

”قربانی فوت شدگان کے لیے نہیں، جیسا کہ عوام الناس سمجھتے ہیں، بلکہ یہ زندوں کے لیے ہے۔“

(القول المُفيد : 220/1)

⑬ اونٹ کا گوشت کھانے سے وضوٹوٹ جاتا ہے۔

(صحيح مسلم : 360)

⑭ قربانی کی نیت سے جانور پال رکھا تھا، ضرورت پڑنے پر اسے بیچ کر ضرورت پوری کی جاسکتی ہے۔

⑮ قربانی کا جانور مرجائے، تو اگر استطاعت ہے، اس کی جگہ دوسرا جانور خرید کر قربانی کردے، اگر استطاعت نہیں ہے، تو کوئی حرج نہیں۔

⑯ قربانی کا جانور چوری ہوگیا، اگر استطاعت ہے، تو دوسرا جانور قربان کر دے اور اگر استطاعت و وسعت نہیں، تو کوئی حرج نہیں۔

⑰ قربانی کا جانور گم ہوگیا، اگر استطاعت ہے، تو دوسرا جانور قربان کردے، ورنہ کوئی حرج نہیں۔

اس حوالے سے ایک ضعیف حدیث بھی آتی ہے، جس کا تعلق ہدی سے ہے، نہ کہ قربانی سے۔ ہدی اور قربانی کے کئی احکام ومسائل میں فرق ہے۔

❀ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

أَهْدٰى عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ نَجِيبًا فَأَعْطٰى بِهَا ثَلَاثَ مِائَةِ دِينَارٍ، فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنِّي أَهْدَيْتُ نَجِيبًا فَأَعْطَيْتُ بِهَا ثَلَاثَ مِائَةِ دِينَارٍ، أَفَأَبِيعُهَا وَأَشْتَرِي بِثَمَنِهَا بُدْنًا، قَالَ : لَا، انْحَرْهَا إِيَّاهَا .

''سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہدی کے لیے عمدہ قسم کی اونٹنی خاص کر دی، انہیں اس اونٹنی کی تین سو دینار قیمت مل رہی تھی، تو آپ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، عرض کیا: اللہ کے رسول! میں نے ایک عمدہ قسم کی اونٹنی ہدی کے لیے رکھی ہے، مجھے اس کے تین سو دینار مل رہے ہیں، کیا میں اسے بیچ سکتا ہوں اور اس کے بدلے میں زیادہ اونٹ خرید لوں؟ فرمایا: نہیں، اونٹنی کو ہی نحر کیجئے۔''

(مُسند الإمام أحمد : 6325، سنن أبي داود : 1756)

سند ضعیف و منقطع ہے۔

① جہم بن جارود مجہول الحال ہے۔

② جہم بن جارود کا سالم بن عبداللہ سے سماع نہیں ہے۔

❁ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا يُعْرَفُ لِجَهْمٍ سَمَاعٌ مِّنْ سَالِمٍ .

''جہم کا سالم سے سماع معروف نہیں ہے۔''

(التّاریخ الکبیر : 230/2)

⑱ مسنون یہ ہے کہ عید الفطر کی نماز سے پہلے کچھ کھا کر جایا جائے اور عید الاضحیٰ کی نماز سے پہلے کچھ نہ کھایا جائے، نماز کے بعد قربانی کی جائے اور اس کا گوشت کھایا

جائے، یہ مستحب ہے۔ اگر کوئی عیدالاضحیٰ کی نماز سے پہلے کچھ کھا پی لے، تو کوئی حرج نہیں۔

❀ سیدنا بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَخْرُجُ يَوْمَ الْفِطْرِ حَتّٰى يَطْعَمَ وَلَا يَأْكُلُ يَوْمَ الْأَضْحٰى حَتّٰى يَرْجِعَ فَيَأْكُلَ مِنْ كَبِدِ أُضْحِيَّتِهٖ .

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عیدالفطر کے دن (نماز کے لیے) نکلتے، تو کچھ کھا پی کر نکلتے تھے اور عیدالاضحیٰ کو بغیر کھائے نکلتے، پھر واپس آ کر قربانی کی کلیجی کھاتے تھے۔''

(مسند الإمام أحمد : 352/5، سنن التّرمذي : 542، سنن ابن ماجه : 1756، فضائل الأوقات للبيهقي : 215، واللّفظ لهٗ، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۱۴۲۶)، امام ابن حبان رحمہ اللہ (۲۸۱۲) نے ''صحیح''، اور امام حاکم رحمہ اللہ (۱/۲۹۴) نے ''صحیح الاسناد'' کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ''صحیح'' کہا ہے۔

❀ حافظ ابن قطان فاسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

عِنْدِي أَنَّهٗ صَحِيحٌ .

''میرے نزدیک یہ حدیث صحیح ہے۔''

(بيان الوَهم والإيهام : 356/5)

❀ امام حاکم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذِهٖ سُنَّةٌ عَزِيزَةٌ مِنْ طَرِيقِ الرِّوَايَةِ مُسْتَفِيضَةٌ فِي بِلَادِ الْمُسْلِمِينَ .

''یہ سنت روایت کے اعتبار سے عزیز ہے اور (عمل کے اعتبار سے) مسلم

علاقوں میں عام ہے۔''

(المُستدرك على الصّحيحين، تحت الرقم : 1088)

⑲ گائے کو ذبح کرنا بھی جائز ہے اور نحر بھی۔ اس پر کتاب وسنت میں دلائل موجود ہیں، نیز اہل علم کا اجماع بھی ہے۔

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَذْبَحُوا بَقَرَةً﴾(البقرة : ٦٧)

''یقیناً اللہ تعالیٰ تمہیں گائے ذبح کرنے کا حکم دیتا ہے۔''

❁ سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

نَحَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ نِسَائِهٖ، وَفِي حَدِيثِ ابْنِ بَكْرٍ عَنْ عَائِشَةَ بَقَرَةً فِي حَجَّتِهٖ .

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج کی طرف سے (اور ابن ابی بکر کی روایت میں ہے: کہ) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے حج میں گائے نحر کی۔''

(صحيح مسلم : 1319)

❁ علامہ ابن بطال رحمہ اللہ (۴۴۹ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا الْبَقَرُ فَالْأَئِمَّةُ مُجْمِعُونَ عَلٰى جَوَازِ النَّحْرِ وَالذِّبْحِ فِيهَا .

''ائمہ کرام رحمہم اللہ کا اجماع ہے کہ گائے کو نحر کرنا بھی جائز ہے اور ذبح بھی۔''

(شرح صحيح البخاري : 421/5، التّوضيح لابن الملقّن : 469/26)

⑳ ''یوم'' کا لفظ دن رات دونوں پر بولا جاتا ہے، بہتر یہی ہے کہ دن کے وقت قربانی ہو، عذر کی صورت میں رات کو بھی ذبح کیا جاسکتا ہے۔

(۲۱) جانور کو ذبح کرنے کے لیے فائر مارا جاتا ہے، تاکہ جانور با آسانی ذبح کیا جا سکے، ایسا کرنا ہرگز جائز نہیں، یہ جانور کو بلاوجہ تکلیف دینا ہے، جانور کے ساتھ احسان کا حکم دیا گیا ہے، یہ احسان کے منافی ہے، نیز یہ جھٹکے کے مشابہ ہے۔

❁ ہشام بن زید بن انس بن مالک رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

دَخَلْتُ مَعَ جَدِّي أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ دَارَ الْحَكَمِ بْنِ أَيُّوبَ، فَإِذَا قَوْمٌ قَدْ نَصَبُوا دَجَاجَةً يَرْمُونَهَا، قَالَ: فَقَالَ أَنَسٌ: نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تُصْبَرَ الْبَهَائِمُ.

''میں اپنے دادا سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے ہمراہ حکم بن ایوب کے گھر گیا، وہاں کچھ لوگوں نے مرغی کو باندھا ہوا تھا اور اسے نشانہ مار رہے تھے، تو سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جانوروں کو باندھ کر نشانہ بنانے سے منع فرمایا ہے۔''

(صحیح مسلم: 1956)

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا تَتَّخِذُوا شَيْئًا فِيهِ الرُّوحُ غَرَضًا.

''کسی بھی ذی روح چیز کو نشانہ مت بنائیں۔''

(صحیح مسلم: 1957)

❁ سعید بن جبیر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

مَرَّ ابْنُ عُمَرَ بِنَفَرٍ قَدْ نَصَبُوا دَجَاجَةً يَتَرَامَوْنَهَا، فَلَمَّا رَأَوْا ابْنَ عُمَرَ تَفَرَّقُوا عَنْهَا، فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: مَنْ فَعَلَ هٰذَا؟ إِنَّ رَسُولَ

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ مَنْ فَعَلَ هٰذَا .

''سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا گزر کچھ لوگوں پر ہوا، جو مرغی کو باندھ کر نشانہ بنا رہے تھے، جب انہوں نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا، تو وہ منتشر ہو گئے، سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: یہ کس نے کیا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے کرنے والوں پر لعنت فرمائی ہے۔''

(صحیح مسلم : 1958)

❁ **سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:**

نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُقْتَلَ شَيْءٌ مِنَ الدَّوَابِّ صَبْرًا .

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جانوروں کو باندھ کر مارنے سے منع فرمایا ہے۔''

(صحیح مسلم : 1959)

تنبیہ:

البتہ ذبح کرنے لگے، تو جانور بدک گیا، پکڑنا مشکل ہے، نقصان کا اندیشہ ہے یا جانور گم ہوسکتا ہے، تو اگر اسے پکڑنے کی کوئی اور صورت نہ ہو، تو گولی یا اس جیسی نوکدار شے سے جانور کو کنٹرول کیا جاسکتا ہے۔

❁ **سیدنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:**

نَدَّ مِنْهَا بَعِيرٌ، فَطَلَبُوهُ، فَأَعْيَاهُمْ وَكَانَ فِي الْقَوْمِ خَيْلٌ يَسِيرَةٌ، فَأَهْوٰى رَجُلٌ مِّنْهُمْ بِسَهْمٍ، فَحَبَسَهُ اللّٰهُ ثُمَّ قَالَ : إِنَّ لِهٰذِهِ الْبَهَائِمِ

أَوَابِدَ كَأَوَابِدِ الْوَحْشِ، فَمَا غَلَبَكُمْ مِنْهَا فَاصْنَعُوا بِهِ هٰكَذَا .

''قربانی کے اونٹوں میں ایک اونٹ بھاگ گیا، لوگوں نے اسے پکڑنا چاہا، اس نے انہیں تھکا دیا، اس زمانے میں لوگوں کے پاس گھوڑے کم تھے، ان میں سے ایک شخص نے تیر مارا، (تیر اونٹ کو لگا) تو اللہ تعالیٰ نے اونٹ کو روک دیا، پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: چوپائیوں میں بھی بعض بدک جاتے ہیں، جیسے وحشی جانور بدکتے ہیں۔ لہٰذا جس جانور کو پکڑنا آپ کے لیے مشکل ہو جائے، تو اس کے ساتھ ایسا ہی کیا کریں (جس طرح اس تیر انداز نے کیا ہے)۔''

(صحيح البخاري : 2488، صحيح مسلم : 1968)

جس طرح بدکے ہوئے اونٹ کو تیر مارا گیا اور اسے قابو میں کر لیا گیا، تو اسی طرح بدکے ہوئے جانور پر گولی چلا کر اسے قابو میں کیا جا سکتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے نہ قابو آنے والے جانوروں کے ساتھ ایسا ہی کرنے کی اجازت دی ہے۔

❀❀❀❀❀❀❀

جانور خصی کرنے کی شرعی حیثیت

❁ اللہ تعالیٰ نے شیطان لعین کا قول نقل فرمایا ہے:

﴿وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ﴾(النّساء : ۱۱۹)

''میں انہیں حکم دوں گا اور وہ تخلیق الٰہی کو ضرور بدل دیں گے۔''

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما(تفسیر طبری: ۱۰۴۷۰، وسندہ صحیح) فرماتے ہیں کہ اس آیت کریمہ سے جانور خصی کرنے کی کراہت ثابت ہوتی ہے، کیونکہ یہ فعل اللہ کی تخلیق میں بگاڑ کا باعث ہے۔

❁ شہر بن حوشب(تفسیر طبری: ۱۰۴۷۵، وسندہ صحیح) اور سفیان رحمہما اللہ (تفسیر طبری:۱۰۴۷۵، وسندہ صحیح) فرماتے ہیں کہ اس آیت کریمہ سے جانور خصّی کرنا مراد ہے۔

❁ عکرمہ رحمہ اللہ کے بارے میں ہے:

إِنَّهٗ كَرِهَ خِصَاءِ الدَّوَابِّ .

''وہ جانوروں کو خصی کرنا مکروہ سمجھتے تھے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 226/12، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ یزید بن ابی حبیب رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

كَتَبَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ إِلٰى أَهْلِ مِصْرَ يَنْهَاهُمْ عَنْ خِصَاءِ الْخَيْلِ، وَأَنْ يُجْرِئَ الصِّبْيَانُ الْخَيْلَ .

''امام عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے اہل مصر کی طرف خط لکھا جس میں گھوڑوں کو

خصی کرنے اور بچوں کی گھڑ سواری سے منع فرمایا۔‘‘

(مصنّف ابن أبي شيبة : 225/12، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ امام عبدالرزاق رحمہ اللہ فرماتے ہیں، میں نے امام اوزاعی رحمہ اللہ سے جانور کو خصّی کرنے کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے فرمایا:

كَانُوا يَكْرَهُونَ خِصَاءَ كُلِّ شَيْءٍ لَّهٗ نَسْلٌ .

’’اسلاف ان جانوروں کو خصی کرنا مکروہ سمجھتے تھے، جن کی نسل چل سکتی ہے۔‘‘

(مصنّف عبد الرّزاق : 458/4، ح : 8447)

❁ نافع رحمہ اللہ، سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں بیان کرتے ہیں:

إِنَّهٗ كَانَ يَكْرَهُ الْإِخْصَاءَ، وَيَقُولُ : فِيهِ تَمَامُ الْخَلْقِ .

’’آپ رحمہ اللہ خصی کرنے کو مکروہ جانتے تھے اور فرماتے تھے کہ (خصی نہ کرنا) تخلیق کی تکمیل ہے۔‘‘

(مؤطّأ الإمام مالك : 2729، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ اسحاق بن منصور مروزی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

قُلْتُ : يُكْرَهُ إِخْصَاءُ الدَّوَابِّ، قَالَ : إِي لَعَمْرِي، هِيَ نَمَاءُ الْخَلْقِ، قَالَ إِسْحَاقُ : كَمَا قَالَ .

میں نے کہا: کیا جانوروں کو خصی کرنا مکروہ ہے؟ آپ (امام احمد رحمہ اللہ) نے فرمایا: ہاں، اللہ کی قسم! یہ (اعضائے تناسل) تخلیق الٰہی کی تکمیل ہیں۔ امام اسحاق رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میرا بھی یہی مؤقف ہے۔‘‘

(مسائل الإمام أحمد بن حنبل وإسحاق بن راهويه : 2786)

یہ تو کراہت کے بارے میں اقوال تھے۔ بعض اہل علم نے خصی کرنے کی رخصت بھی دی ہے:

① حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''بکرے اور دنبے کو خصی کرنے میں کوئی حرج نہیں۔''

(تفسير الطّبري : 10475، وسندهٗ صحيحٌ)

② ہشام بن عروہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ أَبَاهُ (عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ) خَصٰى بَغْلًا لَّهٗ .

''ان کے والد عروہ بن زبیر تابعی رحمہ اللہ نے اپنا ایک خچر خصی کیا تھا۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 226/12، وسندهٗ صحيحٌ)

③ عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ گھوڑا خصی کرنے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے۔

(مصنف ابن أبي شيبة : 227/12، وسندهٗ صحيحٌ)

دونوں طرف کے اجتہادات کو مدنظر رکھتے ہوئے معلوم ہوتا ہے کہ وقت ضرورت جانور کو خصی کیا جا سکتا ہے، بغیر ضرورت کے ایسا کرنا مکروہ اور ناپسندیدہ ہے۔

✿ حافظ بیہقی رحمہ اللہ (۴۵۸ھ) فرماتے ہیں:

يَحْتَمِلُ جَوَازُ ذٰلِكَ إِذَا اتَّصَلَ بِهٖ غَرَضٌ صَحِيحٌ كَمَا رُوِينَا عَنِ التَّابِعِينَ .

''جب کوئی واقعی ضرورت درپیش ہو، تو خصی کرنے کا جواز معلوم ہوتا ہے، جیسا کہ ہم نے تابعین کرام سے روایت کیا۔''

(السّنن الكبرىٰ : 24/10)

تنبیہ بلیغ:

نبی کریم ﷺ سے جانور خصی کرنے کی ممانعت یا جواز ثابت نہیں۔اس بارے میں وارد شدہ تمام روایات ''ضعیف''اور نا قابل استدلال ہیں،ملاحظہ ہوں:

① سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ صَبْرِ الرُّوحِ، وَعَنْ إِخْصَاءِ الْبَهَائِمِ نَهْيًا شَدِيدًا .

''نبی اکرم ﷺ نے جانوروں کو باندھ کر نشانہ بنانے اور ان کو خصی کرنے سے سخت منع فرمایا ہے۔''

(مسند ابن أبي شيبة [كما في اتحاف الخيرة للبوصيري]: 3393، مسند أبي يعلى : 2497، مسند البزّار(كشف الأستار): 1690، السّنن الكبرىٰ للبيهقي : 24/10)

سند ''ضعیف'' ہے۔

① روایت مرسل ہے،اس کا مرسل ہونا ہی درست ہے،اسے صرف عبید اللہ بن موسیٰ نے موصول بیان کیا ہے،ابن ابی ذئب کے باقی شاگرد اسے عبید اللہ بن عبد اللہ کی مرسل روایت بناتے ہیں، وہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کا واسطہ ذکر نہیں کرتے۔

② زہری رحمہ اللہ مدلس ہیں،سماع کی تصریح نہیں کی۔

③ اس روایت میں جانور خصی کرنے کا ذکر زہری کا ادراج ہے،جیسا کہ مسند ابن ابی شیبہ اور مسند ابی یعلی (۲۴۹۷) کی سند سے ظاہر ہے۔راوی کو وہم ہوا اور اس نے ان الفاظ کو مرفوع ذکر کر دیا ہے۔

② سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ إِخْصَاءِ الْخَيْلِ وَالْبَهَائِمِ .

''رسول اللہ ﷺ نے گھوڑوں اور مویشیوں کو خصّی کرنے سے منع فرمایا۔''

(مسند الإمام أحمد : 24/2)

سند ''ضعیف'' ہے۔ عبداللہ بن نافع مدنی ''ضعیف'' ہے۔

حافظ ہیثمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ضَعَّفَهُ الْجُمْهُورُ . ''اسے جمہور نے ضعیف قرار دیا ہے۔''

(مَجمع الزّوائد : 12/4

③ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَا إِخْصَاءَ فِي الْإِسْلَامِ .

''اسلام میں خصی کرنے کی کوئی اجازت نہیں۔''

(السّنن الکبریٰ للبیهقي : 24/10)

سند سخت ''ضعیف'' ہے:

① عبداللہ بن لہیعہ ''ضعیف، مدلس اور مختلط'' ہے۔

② مقدام بن داؤد رعینی بھی سخت ''ضعیف'' ہے۔

④ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ إِخْصَاءِ الْإِبِلِ وَالْبَقَرِ وَالْغَنَمِ وَالْخَيْلِ، وَقَالَ : إِنَّمَا النَّمَاءُ فِي الْحَبَلِ .

''رسول اللہ ﷺ نے اونٹ، بیل، بکرے اور گھوڑے کو خصی کرنے سے منع کیا اور فرمایا: افزائش نسل تو گابھن کرنے سے ہی ہوتی ہے۔''

(السّنن الكبرىٰ للبيهقي : 24/10، الكامل لابن عدي : 180/2)

سند ضعیف ہے۔ جبارہ بن مغلس ضعیف ہے۔

❀ حافظ ہیثمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ضَعَّفَهُ الْجُمْهُورُ. ''اسے جمہور نے ضعیف کہا ہے۔''

(مَجمع الزّوائد : 20/9)

⑤ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْإِخْصَاءِ، وَقَالَ : فِيهِ نَمَاءُ الْخَلْقِ.

''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جانور خصی کرنے سے منع کیا اور فرمایا: اس (عضو تناسل) میں تخلیق کی افزائش ہے۔''

(الكامل في ضُعَفاء الرّجال لابن عدي : 181/2)

سند ''ضعیف'' ہے۔ جبارہ بن مغلس ''ضعیف'' ہے۔

⑥ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ إِخْصَاءِ الْبَهَائِمِ.

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مویشی خصی کرنے سے منع فرمایا۔''

(الكامل لابن عدي : 181/2)

سند ضعیف ہے۔ جبارہ بن مغلس ضعیف ہے۔

⑦ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ہی مروی ہے:

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ إِخْصَاءِ الْفَحُولَةِ،

لِأَنْ لَّا يَنْقَطِعَ النَّسْلُ .

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نَرکوخصی کرنے سے منع فرمایا، تاکہ نسل ختم نہ ہوجائے۔''

(الکامل لابن عدي : 287/3)

سند سخت ''ضعیف'' ہے۔ سلیمان بن مسلم خشاب کو حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ''متہم'' قرار دیا ہے۔ نیز حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے اس کی بیان کردہ دو حدیثوں کو من گھڑت کہا ہے۔

❁ امام ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا قَلِيلُ الْحَدِيثِ، وَهُوَ شِبْهُ الْمَجْهُولِ .

''اس کی بیان کردہ احادیث بہت کم ہیں اور یہ مجہول راویوں جیسا ہے۔''

(الکامل في ضُعَفاء الرّجال : 287/3)

❁ امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

شَيْخٌ يَرْوِي عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ مَا لَيْسَ مِنْ حَدِيثِهٖ، لَا تَحِلُّ الرِّوَايَةُ عَنْهُ إِلَّا عَلٰى سَبِيلِ الْاِعْتِبَارِ لِلْخَوَاصِّ .

''یہ شیخ ہے، جو سلیمان تیمی سے وہ روایات بیان کرتا ہے، جو اس کی بیان کردہ نہیں ہوتیں۔ اس کی روایت کو بیان کرنا جائز نہیں۔ صرف ماہرین متابعات وشواہد کے ضمن میں ایسا کرسکتے ہیں۔''

(کتاب المَجروحین :332/1)

⑧ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ہی مروی ہے:

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْإِخْصَاءِ، وَقَالَ :

إِنَّمَا النَّمَاءُ فِي الذُّكُورِ .

''نبی ﷺ نے خصی کرنے سے منع کیا اور فرمایا: افزائش نسل تو نر سے ہوتی ہے۔''

(الكامل لابن عدي : 321/4، 181/2، مختصراً)

سند من گھڑت ہے۔

① عبدالرحمٰن بن حارث کفرتوثی جحدر کے بارے میں امام ابن عدی رحمہ اللہ خود فرماتے ہیں:

يَسْرِقُ الْحَدِيثَ . ''یہ احادیث میں سرقہ کرتا تھا۔''

② سفیان ثوری رحمہ اللہ کا عنعنہ ہے۔

③ اس میں ایک اور علت قادحہ بھی ہے۔

⑨ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ہی مروی ہے:

نَهَانَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْإِخْصَاءِ، وَقَالَ : إِنَّمَا النَّمَاءُ فِي الذُّكُورِ .

''رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خصّی کرنے سے منع کیا اور فرمایا: افزائش نسل تو نر ہی میں ہوتی ہے۔''

(الكامل لابن عدي : 181/2، 321/4)

سند ''ضعیف'' ہے۔

① یوسف بن محمد بن سابق قرشی کو صرف امام ابن حبان رحمہ اللہ نے ''الثقات : ۲۸۲/۹'' میں ذکر کیا ہے، لہٰذا یہ مجہول الحال ہے۔

② یحییٰ بن یمان کا عبیداللہ سے سماع بھی معلوم نہیں ہوسکا۔

⑩ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ہی مروی ہے:

نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ إِخْصَاءِ الْإِبِلِ وَالْبَقَرِ وَالْغَنَمِ وَالْخَيْلِ، وَقَالَ: إِنَّمَا النَّمَاءُ فِي الْحَبَلِ.

''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ، بیل، بکرے، دنبے اور گھوڑے کو خصی کرنے سے منع کیا اور فرمایا: افزائش نسل تو نر ہی میں ہوتی ہے۔''

(الكامل لابن عدي: 181/2)

سند سخت ''ضعیف'' ہے۔

① محمد بن حسن بن حرب کے حالات زندگی نہیں مل سکے۔

② سلیمان بن عمر اقطع ''مجہول الحال'' ہے۔ اسے صرف امام ابن حبان رحمہ اللہ نے ''الثقات: ۸/۲۸۰'' میں ذکر کیا ہے۔

③ عبداللہ بن نافع مدنی ''ضعیف'' ہے۔

⑪ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ إِخْصَاءِ الْبَهَائِمِ، لَا تَقْطَعُوا نَمَاءَ اللّٰهِ.

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مویشی خصّی کرنے سے منع کیا، نیز فرمایا: اللہ کی تخلیق منقطع نہ کرو۔''

(الكامل لابن عدي: 181/2)

سند ''ضعیف'' ہے۔

① جبی بن حاتم جرجرائی کے حالات نہیں مل سکے۔

⑪ ابومعاویہ ضریر ''مدلس'' ہیں اور عن سے بیان کر رہے ہیں۔

⑫ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْإِخْصَاءِ، وَقَالَ: فِيهِ نَمَاءُ الْخَلْقِ.

''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خصی کرنے سے منع کیا اور فرمایا: اس (عضو تناسل) میں تخلیق کی افزائش ہوتی ہے۔''

(الكامل لابن عدي: 171/7، تاريخ ابن عساكر: 378/1)

سند سخت ''ضعیف'' ہے، یوسف بن یونس ابو یعقوب افطس کے بارے میں امام ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كُلُّ مَا رَوٰى عَمَّنْ رَوٰى مِنَ الثِّقَاتِ مُنْكَرٌ.

''اس نے ثقہ راویوں سے جتنی بھی روایات بیان کی ہیں، وہ سب منکر ہیں۔''

❁ امام ابن حبان رحمہ اللہ اس کی ایک روایت کو بے اصل قرار دے کر لکھتے ہیں:

اَلْأَفْطَسُ لَا يَجُوزُ الْاِحْتِجَاجُ بِمَا انْفَرَدَ بِهٖ.

''افطس جس روایت کو بیان کرنے میں منفرد ہو، اس سے دلیل لینا جائز نہیں۔''

(كتاب المَجروحين: 137/3)

❁ البتہ امام دارقطنی رحمہ اللہ نے اسے ''ثقہ'' قرار دیا ہے۔

(تاريخ بغداد للخطيب: ۲۹۸/۱۴، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ حافظ ذہبی رحمہ اللہ اس کی دو روایات ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

''ان کو بیان کرنے والا ''ثقہ'' نہیں ہو سکتا۔''

(ميزان الاعتدال : 476/4)

اسے امام ابن عدی رحمہ اللہ (الکامل : ۱۷۱/۷) اور امام نسائی رحمہ اللہ (لسان المیزان لابن حجر :۳۳۱/۳) نے ''منکر'' کہا ہے۔

⑬ سیدنا حارث بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ إِخْصَاءِ الْخَيْلِ .

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھوڑوں کو خصی کرنے سے منع فرمایا ہے۔''

(تاريخ ابن عساكر : 13/34)

سند ''ضعیف'' ہے۔اس کے کئی راویوں کے حالات نہیں مل سکے۔

❀ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ حافظ علائی رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہیں:

رِجَالُ هٰذَا السَّنَدِ لَا يُعْرَفُونَ .

''اس سند کے کئی راوی غیر معروف ہیں۔''

(لسان الميزان :89/1)

⑭ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

ذَبَحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَبْشَيْنِ أَقْرَنَيْنِ أَمْلَحَيْنِ مُوجَأَيْنِ .

''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سینگوں والے، چتکبرے اور خصی دو مینڈھے ذبح کیے۔''

(مسند الإمام أحمد : 375/3، سنن أبي داوٗد : 2795، سنن ابن ماجه :3121)

سند ''ضعیف'' ہے۔محمد بن اسحاق ''مدلس'' ہیں اور ''عن'' سے یہ روایت بیان کر رہے ہیں، خصی کے الفاظ کے ساتھ کہیں بھی سماع کی تصریح نہیں مل سکی۔

⑮ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُضَحِّي بِكَبْشٍ أَقْرَنَ فَحِيلٍ .

''رسول اللہ ﷺ سینگوں والا مینڈھے کی قربانی کی، جو خصی نہیں تھا۔''

(سنن أبي داود : 2796، سنن النسائي : 4390، سنن الترمذي : 1496، سنن ابن ماجه : 3128)

سند ضعیف ہے۔

① حفص بن غیاث مدلس ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

② ابو جعفر محمد بن علی باقر کا سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے سماع نہیں۔

❀ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَبُو جَعْفَرٍ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ أَبِي سَعِيدٍ .

''ابو جعفر محمد بن علی باقر نے سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے نہیں سنا۔''

(اتّحاف المَهَرة : 402/5)

⑯ یہ روایت سیدنا عبداللہ بن عباس ﷺ سے بھی مروی ہے۔

(المُعجم الكبير للطَّبَراني : 11577)

سند ضعیف ہے۔

① احمد بن رشدین جمہور ائمہ کے نزدیک ''ضعیف'' ہے۔

② روح بن صلاح متکلم فیہ راوی ہے، اس کی منکر روایات ہیں۔

③ داود بن حصین کی روایت عکرمہ سے ضعیف ہوتی ہے۔

❀ مصنف عبد الرزاق (۸۱۳۲) والی سند بھی ضعیف ہے۔

① عبد الرزاق بن ہمام مدلس ہیں۔

② ابراہیم بن محمد بن ابی یحییٰ اسلمی ''متروک'' ہے۔

③ داود بن حصین کی روایت عکرمہ سے منکر ہوتی ہے۔

تنبیہ :

① ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے مروی ہے:

نَهٰى عُمَرُ عَنْ إِخْصَاءِ الْخَيْلِ .

''سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے گھوڑوں کو خصّی کرنے سے منع فرمایا۔''

(مسند عليّ بن الجَعد : 2129)

سند ضعیف ہے۔

① شریک بن عبداللہ قاضی ''مدلس'' ہیں۔

② ابراہیم نخعی کا سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے سماع ولقا نہیں، لہٰذا یہ قول منقطع ہے۔

❁ سنن کبری بیہقی (۲۴/۱۰) کی سند بھی ضعیف ہے۔ عاصم بن عبید اللہ کو جمہور نے ''ضعیف'' کہا ہے۔

(مَجمع الزّوائد : 150/8، النُّكَت لابن حجَر : 75/1، عُمدة القاري للعَيْني : 13/11)

❁ امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

رِوَايَاتُ عَاصِمٍ فِيهَا ضَعْفٌ .

''عاصم کی روایات میں کمزوری ہے۔''

(السّنن الكبرىٰ : 24/10)

تنبیہ :

خصی جانور کی قربانی بالاجماع جائز ہے، جانور کو خصی کرنا شرعاً ممنوع نہیں، لہٰذا خصی

ہونا عیب نہ ہوا، خصوصا ایسے جانور کے حوالے سے جسے قربانی کے لیے خاص کیا گیا ہو، خصی جانور موٹا تازہ ہوتا ہے، اس کا گوشت انتہائی عمدہ اور نفیس ہوتا ہے، لہٰذا قربانی کے جانور کو خصی کرنا خوبی ہے، نہ کہ عیب۔ اس لیے خصی ہونا قربانی کے لیے مانع نہیں۔

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

لَيْسَ هٰذَا عَيْبًا .

''خصی ہونا عیب نہیں ہے۔''

(فتح الباري : 10/10)

❁ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ خصی جانور کی قربانی کے بارے میں فرماتے ہیں:

أَرْجُو أَنْ لَّا يَكُونَ بِهٖ بَأْسٌ .

''اس میں کوئی حرج نہیں۔''

(مسائل الإمام أحمد وإسحاق بن راهويه، برواية الكَوْسج : 368/2)

❁ علامہ ابن قدامہ مقدسی رحمہ اللہ (۶۲۰ھ) بیان کرتے ہیں:

لَا نَعْلَمُ فِي هٰذَا خِلَافًا .

''ہمیں اس میں اختلاف معلوم نہیں۔''

(المُغني : 476/3، 442/9)

❁ حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعَ الْجُمْهُورُ عَلٰى أَنْ لَا بَأْسَ أَنْ يُضَحّٰى بِالْخَصِيِّ الْأَجَمِّ إِذَا كَانَ سَمِينًا .

''جمہور اہل علم کا اجماع ہے کہ خصی اور جس جانور کے پیدائشی طور پر سینگ نہ

ہوں، اگر تو وہ موٹا تازہ ہے، تو اس کی قربانی میں کوئی حرج نہیں۔“

(الاستذكار : 218/5)

۞ محمد بن حسن شیبانی (۱۸۹ھ) کہتے ہیں:

بِذٰلِكَ جَاءَ تِ الْآثَارُ : الْخَصِيُّ مِنَ الْأُضْحِيَةِ يُجْزِئُ مِمَّا يُجْزِئُ مِنْهُ الْفَحْلُ .

”اس بارے میں آثار آئے ہیں کہ خصی کی قربانی جائز ہے، جس طرح غیر خصی کی جائز ہے۔“

(موطأ الإمام مالك برواية الشّيباني، ص 280)

۞ علامہ عبدالحق دہلوی رحمہ اللہ (۱۰۵۲ھ) فرماتے ہیں:

قَوْلُ مَنْ كَرِهَ الْخَصِيَّ فِي الْأُضْحِيَةِ غَيْرُ صَحِيحٍ .

”خصی جانور کی قربانی کو مکروہ کہنے والوں کا قول درست نہیں ہے۔“

(لَمعات التّنقيح : 578/3)

۞ فتاویٰ بزازیہ میں خصی جانور کی قربانی کو افضل قرار دیا گیا ہے۔

(الفتاوى البزّازية : 289/6)

تنبیہ:

۞ علامہ قرطبی رحمہ اللہ (۶۷۱ھ) فرماتے ہیں:

لَمْ يَخْتَلِفُوا أَنَّ خِصَاءَ بَنِي آدَمَ لَا يَحِلُّ وَلَا يَجُوزُ، لِأَنَّهُ مُثْلَةٌ وَّتَغْيِيرٌ لِّخَلْقِ اللّٰهِ تَعَالٰى، وَكَذٰلِكَ قَطْعُ سَائِرِ أَعْضَائِهِمْ فِي غَيْرِ حَدٍّ وَّلَا قَوَدٍ .

’’مسلمانوں کا اجماع و اتفاق ہے کہ انسانوں کو خصی کرنا حلال اور جائز نہیں، کیونکہ یہ مثلہ اور تخلیق الٰہی میں تبدیلی ہے۔ اسی طرح حدود و قصاص کے علاوہ انسانوں کے باقی اعضاء کو کاٹنا بھی حرام ہے۔‘‘

(تفسير القُرطبي : 391/5)

حلال جانور میں حرام اعضا؟

ذبح کے وقت بہنے والا خون بالاتفاق حرام ہے۔اس کے علاوہ حلال جانور کے تمام اعضاواجزاحلال ہیں،جبکہ احناف کے نزدیک حلال جانور میں سات اجزاحرام ہیں۔

✿ علامہ ابن عابدین حنفی رحمہ اللہ (۱۲۵۲ھ) کہتے ہیں:

اَلْمَكْرُوهُ تَحْرِيمًا مِّنَ الشَّاةِ سَبْعٌ الْفَرْجُ وَالْخُصْيَةُ وَالْغُدَّةُ وَالدَّمُ الْمَسْفُوحُ وَالْمَرَارَةُ وَالْمَثَانَةُ وَالذَّكَرُ .

''بکری کے سات اعضا کو کھانا مکروہ تحریمی (حرام) ہے؛۱۔شرمگاہ۲۔کپورے ۳۔غدود۴۔دم مسفوح (ذبح کے وقت بہنے والا خون) ۵۔مرارہ(پتہ) ۶۔مثانہ۷۔اگلی شرمگاہ۔(العُقُود الدُّرِّيّة :5/1)

✿ علامہ رشیداحمد گنگوہی دیوبندی صاحب فرماتے ہیں:

''سات چیزیں حلال جانور کی کھانی منع ہیں،ذکر،فرج مادہ،غدود،حرام مغز جو پشت کے مہرہ میں ہوتا ہے،خصیہ،پتہ یعنی مرارہ جو کلیجہ میں تلخ پانی کا ظرف ہے۔''

(تذکرۃ الرشید:174/1)

✿ مفتی احمد یار خان نعیمی بریلوی صاحب لکھتے ہیں:

''حلال جانور کے بعض اجزاحرام ہیں،جیسے خون،پتہ،فرج،خصیہ وغیرہ۔''

(تفسیر نور العرفان،ص547)

✿ یہی بات امام بریلویت احمد رضا خان صاحب نے بھی کہی ہے۔

(فتاویٰ رضویہ:234/20)

اب احناف کے دلائل ملاحظہ ہوں:

❀ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكْرَهُ مِنَ الشَّاةِ سَبْعًا؛ الْمَرَارَةَ، وَالْمَثَانَةَ، وَالْمَحْيَاةَ، وَالذَّكَرَ، وَالْأُنْثَيَيْنِ، وَالْغُدَّةَ، وَالدَّمَ.

''رسول اللہ ﷺ بکری سے سات چیزیں ناپسند کرتے تھے:ا۔پتہ۲۔مثانہ۳۔پچھلی شرمگاہ۴۔اگلی شرمگاہ۵۔کپورے۶۔غدود۷۔خون (بوقت ذبح بہتا ہوا۔)''

(المُعجم الأوسط للطَّبَراني : 9480)

سند جھوٹی ہے:

① یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم بن عباد واسطی ''کذاب ووضاع'' ہے۔

② یحییٰ بن عبدالحمید حمانی جمہور کے ہاں ''ضعیف'' ہے۔

❀ حافظ ابن ملقن رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ضَعَّفَهُ الْجُمْهُورُ. ''جمہور نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔''

(البَدر المُنير : 224/3)

③ عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم بھی جمہور کے ہاں ''ضعیف ومتروک'' ہے۔

❀ حافظ ہیثمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلْأَكْثَرُ عَلٰى تَضْعِيفِهٖ.

''اکثر محدثین اسے ''ضعیف'' قرار دیتے ہیں۔''

(مَجمع الزّوائد : 20/2)

❁ مجاہد بن جبر رحمہ اللہ سے مروی ہے:

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكْرَهُ مِنَ الشَّاةِ سَبْعًا؛ الدَّمَ، وَالْحَيَا، وَالْأُنْثَيَيْنِ، وَالْغُدَّةَ، وَالذَّكَرَ، وَالْمَثَانَةَ، وَالْمَرَارَةَ.

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بکری سے سات اعضا کو ناپسند کرتے تھے: ا۔(بوقت ذبح بہنے والا) خون ۲۔شرمگاہ ۳۔کپورے ۴۔غدود ۵۔اگلی شرمگاہ ۶۔مثانہ ۷۔پتہ۔''

(مصنّف عبد الرّزاق: 8771، السّنن الكبرى للبيهقي: 7/10)

یہ روایت ضعیف و باطل ہے:

① مرسل ہے۔مجاہد تابعی براہ راست رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کر رہے ہیں۔

② واصل بن ابی جمیل ضعیف ہے۔

❁ امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا شَيْءَ. ''یہ کچھ نہیں ہے۔''

(الجرح والتّعديل لابن أبي حاتم: 30/9، وسندهٗ صحيحٌ)

امام ابن شاہین (الضعفاء: 666) اور حافظ ابن جوزی رحمہ اللہ نے اسے الضعفاء میں ذکر کیا ہے۔امام ابن حبان رحمہ اللہ (الثقات: 559/7) کے علاوہ کسی نے اسے ثقہ نہیں کہا۔

❁ حافظ ابن قطان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَاصِلٌ لَّمْ تَثْبُتْ عَدَالَتُهٗ. ''واصل کی عدالت ثابت نہیں۔''

(فيض القدير للمَناوي: 100/2)

❁ مجاہد اس روایت کو سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے واسطہ سے موصولا بھی بیان کرتے ہیں۔

(الكامل لابن عدي : 12/5، السَنن الكبرٰى للبيهقي : 710)

لیکن یہ روایت بھی موضوع و من گھڑت ہے۔ عمر بن موسی وجیہی باتفاق ائمہ ضعیف منکر الحدیث اور متروک ہے۔ امام بیہقی رحمہ اللہ اس حدیث کو ضعیف قرار دینے کے بعد اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

لَا يَصِحُّ وَصْلُهٗ .　　"اس کا موصول ہونا درست نہیں۔"

(السّنن الكبرى للبيهقي : 810)

ثابت ہوا کہ حلال جانور میں سوائے دم مسفوح (بوقت ذبح بہنے والا خون) کے کوئی چیز حرام نہیں ہے۔ سات اجزا کو حرام کہنے والوں کا نظریہ خطا پر مبنی ہے، کیوں کہ ان کی حرمت پر کوئی ثقہ دلیل موجود نہیں ہو سکی۔

فائدہ:

① اوجھڑی کھانا جائز ہے، احناف مگر اس کو مکروہ قرار دیتے ہیں:

❀ علامہ عبدالحئی لکھنوی حنفی صاحب فرماتے ہیں:

"اوجھڑی کا کھانا مکروہ ہے۔" (مَجموع الفتاوى : 297/3)

❀ احمد رضا خان بریلوی صاحب لکھتے ہیں:

"اوجھڑی کھانا مکروہ ہے۔" (ملفوظات: 358/4)

② بعض حضرات نے حلال جانور میں 22 چیزیں مکروہ یا حرام قرار دی ہیں۔

گردے کے متعلق علامہ رشید احمد گنگوہی دیوبندی صاحب کہتے ہیں:

"بعض روایات میں گردہ کی کراہت لکھتے ہیں اور کراہت تنزیہ پر حمل کرتے ہیں۔"

(تذکرۃ الرشید: 174/1)

ہم کہتے ہیں کہ اوجھڑی اور گردے کے مکروہ ہونے پر کوئی دلیل موجود نہیں ہے۔

❁ علامہ احمد رضا خان بریلوی صاحب لکھتے ہیں:

''امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رحمہ اللہ المتوفی 150ھ نے فرمایا: خون تو بحکم قرآن حرام ہے اور باقی چیزیں میں مکروہ سمجھتا ہوں۔''

(فتاویٰ رضویہ: 234/20)

یہ امام صاحب سے ثابت نہیں ہو سکی۔

فائدہ:

❁ علامہ سمرقندی حنفی (۵۴۰ھ) لکھتے ہیں:

نَقُولُ: الْحَيَوَانُ إِذَا ذُبِحَ إِنْ كَانَ مَأْكُولُ اللَّحْمِ يَطْهُرُ بِجَمِيعِ أَجْزَائِهِ إِلَّا الدَّمَ.

''ہم کہتے ہیں: ماکول اللحم جانور کو ذبح کیا جائے، تو اس کے تمام اعضا پاک ہیں، سوائے دمِ مسفوح (ذبح کے وقت بہنے والے خون) کے۔''

(تحفة الفقهاء: 70/1)

الحاصل:

حلال جانور میں ذبح کے وقت بہنے والے خون کے علاوہ اس کا کوئی بھی عضو حرام یا مکروہ نہیں۔

❁❁❁❁❁❁❁

تکبیرات ذوالحجہ

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدَاكُمْ﴾(الحجّ : ٣٧)

''تا کہ تم اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کرو، کہ اس نے تمہیں ہدایت دی ہے۔''

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِي أَيَّامٍ مَّعْدُودَاتٍ﴾(البقرة : ٢٠٣)

''ایامِ معدودات میں اللہ کا ذکر کرو۔''

❁ اس آیت کی تفسیر میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

هِيَ أَيَّامُ التَّشْرِيقِ. ''یہاں ایام تشریق مراد ہیں۔''

(معرفة السنن والآثار للبيهقي : 255/4، وسندهٗ صحيحٌ)

اس کی سند کو حافظ ابن ملقن رحمہ اللہ (البدر المنیر :٦/٤٣٠) اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (التلخیص الحبیر :٢/ ٢٠٨) نے ''صحیح'' کہا ہے۔

تکبیرات کا آغاز یومِ عرفہ (نو ذوالحجہ) کی نمازِ فجر سے ہوتا ہے اور اختتام تیرہ ذوالحجہ کی عصر کے بعد ہوتا ہے۔ اس پر امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے اجماع نقل کیا ہے۔

(العُدّة في أصول الفقه لابن الفرّاء : 1061/4)

❁ ابو وائل شقیق بن سلمہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نو ذوالحجہ کو نمازِ فجر سے لے کر آخری یومِ تشریق (تیرہ ذوالحجہ) کو نمازِ عصر کے بعد تک تکبیرات پڑھتے تھے۔

(مصنّف ابن أبي شيبة : 165/2، وسندهٗ صحيحٌ)

یہ تکبیرات بآواز بلند فرض نمازوں کے بعد بھی کہنی چاہئیں اور عام اوقات میں بھی۔

❀ حافظ ابن رجب رحمہ اللہ (۷۹۵ھ) فرماتے ہیں:

اِتَّفَقَ الْعُلَمَاءُ عَلٰی أَنَّهٗ يُشْرَعُ التَّكْبِيرُ عَقِيبَ الصَّلَوَاتِ فِي هٰذِهِ الْأَيَّامِ فِي الْجُمْلَةِ، وَلَيْسَ فِيهِ حَدِيثٌ مَرْفُوعٌ صَحِيحٌ، بَلْ إِنَّمَا فِيهِ آثَارٌ عَنِ الصَّحَابَةِ وَمَنْ بَعْدَهُمْ، وَعَمَلُ الْمُسْلِمِينَ عَلَيْهِ.

''اہل علم اتنی بات پر متفق ہیں کہ ان دنوں (نو ذوالحجہ سے لے کر ۱۳ ذوالحجہ کی عصر تک) میں فرض نمازوں کے بعد تکبیرات کہنا مشروع ہے۔ اس باب میں کوئی مرفوع صحیح حدیث نہیں، البتہ آثار صحابہ وتابعین اور مسلمانوں کا عمل منقول ہے۔''

(فتح الباري لابن رجب : 22/9)

❀ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے:

كَانَ يُكَبِّرُ فِي قُبَّتِهٖ بِمِنًى، فَيَسْمَعُهٗ أَهْلُ الْمَسْجِدِ فَيُكَبِّرُونَ، فَيَسْمَعُهٗ أَهْلُ السُّوقِ فَيُكَبِّرُونَ حَتّٰى تَرْتَجَّ مِنًى تَكْبِيرًا وَاحِدًا.

''آپ رضی اللہ عنہ منیٰ میں اپنے خیمہ میں (بآواز بلند) تکبیرات کہتے تھے کہ حاضرین مسجد آپ کی تکبیر کو سن لیتے، وہ بھی تکبیرات کہنے لگتے، تو بازار والے سن لیتے، وہ بھی تکبیرات کہنے لگتے، یوں منیٰ ایک ساتھ تکبیر سے گونج اُٹھتا۔''

(السنن الكبرىٰ للبيهقي : 6267، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں ہے:

كَانَ يُكَبِّرُ بِمِنًى تِلْكَ الْأَيَّامَ خَلْفَ الصَّلَوَاتِ، وَعَلٰی فِرَاشِهٖ،

وَفِي فُسْطَاطِهٖ، وَفِي مَمْشَائِهٖ تِلْكَ الْأَيَّامَ جَمِيعًا .

''آپ رضی اللہ عنہ ان دنوں (ایام تشریق) میں منیٰ کے اندر فرض نمازوں کے بعد، بستر پر، خیمے میں اور چلتے پھرتے تکبیرات کہتے تھے۔''

(الأوسط لابن المُنذر : 299/4، وسندهٗ حسنٌ)

❁ ابراہیم نخعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مسلمان نو ذوالحجہ کو فرض نماز کے بعد قبلہ کی طرف منہ کر کے یہ تکبیرات پڑھتے تھے:

اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَاللّٰهُ أَكْبَرُ، وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ .

''اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، اس کے سوا کوئی معبود (برحق) نہیں، اللہ سب سے بڑا ہے، تعریف وثناء بھی اسی ہی کی ہے۔''

(مصنف ابن أبي شيبة : 167/2، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نو ذوالحجہ کی نمازِ فجر سے لے کر تیرھویں ذوالحجہ کی شام تک یہ تکبیرات پڑھتے تھے:

اَللّٰهُ أَكْبَرُ كَبِيرًا، اَللّٰهُ أَكْبَرُ كَبِيرًا، اَللّٰهُ أَكْبَرُ وَأَجَلُّ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ .

''اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، وہ انتہائی عظمت والا ہے، وہ سب سے بڑا ہے، تعریف بھی اسی ہی کی ہے۔''

(مصنف ابن أبي شيبة : 167/2، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ الفاظ بھی ثابت ہیں:

اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ وأَجَلُّ،

اَللّٰهُ أَكْبَرُ عَلٰى مَا هَدَانَا .

’’اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، اسی کی تعریف ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، وہ انتہائی عظمت والا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، اس وجہ سے کہ اس نے ہمیں ہدایت دی۔‘‘

(السّنن الكبرٰى للبيهقي : 315/3، وسندہٗ صحيحٌ)

❁ سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ ہمیں تکبیرات کے کلمات سکھاتے تھے، کہتے تھے کہ ان کلمات کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کریں:

اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ كَبِيْرًا، اَللّٰهُمَّ أَنْتَ أَعْلٰى وَأَجَلُّ مِنْ أَنْ تَكُوْنَ لَكَ صَاحِبَةٌ أَوْ يَكُوْنَ لَكَ وَلَدٌ أَوْ يَكُوْنَ لَكَ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ أَوْ يَكُوْنَ لَكَ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلَنَا، اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنَا .

’’اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، اے اللہ! تو اس سے اعلیٰ واجل ہے کہ تیری کوئی بیوی ہو یا تیری اولاد ہو یا بادشاہی میں تیرا کوئی شریک ہو یا عاجزی و کمزوری کی وجہ سے تیرا کوئی مددگار ہو، اس اللہ کو جان کر اس کی بڑائی بیان کرتے رہو، اے اللہ! ہمیں معاف فرما، اے اللہ! ہم پر رحم فرما!‘‘

(السّنن الكبرٰى للبيهقي : 316/3، وسندہٗ صحيحٌ)

❁ امام حسن بصری رحمہ اللہ یہ تکبیرات پڑھتے تھے:

اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ .

’’اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے۔‘‘

(السّنن الكبرٰی للبیهقي : 316/3، وسندهٗ صحیحٌ)

❁ امام شافعی رحمہ اللہ (۲۰۴ھ) فرماتے ہیں:

يُكَبِّرُ النَّاسُ فِي الْآفَاقِ وَالْحَضَرِ وَالسَّفَرِ كَذٰلِكَ، وَمَنْ يَحْضُرُ مِنْهُمْ الْجَمَاعَةَ، وَلَمْ يَحْضُرْهَا وَالْحَائِضُ وَالْجُنُبُ وَغَيْرُ الْمُتَوَضِّىءِ فِي السَّاعَاتِ مِنْ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ .

''تمام علاقوں کے لوگوں کو سفر وحضر میں تکبیرات پڑھنی چاہیے، کوئی جماعت کے ساتھ نماز پڑھے یا بغیر جماعت کے۔ اسی طرح حائضہ، جنبی اور بے وضو دن رات کی ہر گھڑی میں تکبیرات کہیں۔''

(كتاب الأمّ : 275/1)

تنبیہ:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے تکبیرات کے الفاظ ثابت نہیں۔

سنن دارقطنی (۲/۵۰) والی مرفوع روایت سخت ''ضعیف'' ہے۔ اس میں عمرو بن شمر ''متروک وکذاب'' ہے۔

❁ سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ الفاظ مروی ہیں:

اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَاللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ .

(مصنّف ابن أبي شيبة : 167/2)

سند ضعیف ہے۔ ابواسحاق سبیعی کا عنعنہ ہے۔

تنبیہ:

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

أَكْثِرُوا فِيهَا مِنَ التَّهْلِيلِ وَالتَّحْمِيدِ .

''عشرہ ذوالحجہ میں بکثرت تسبیح وتحمید بیان کریں۔''

(مستخرج أبي عوانة : 3024)

سند ضعیف ہے۔ اس سند میں موسیٰ بن ابی عائشہ کا ذکر ہے، یہ راوی کی خطا ہے۔ دراصل یہاں یزید بن ابی زیاد ہے، جیسا کہ دیگر تمام سندوں میں مذکور ہے۔

امام دارقطنی رحمہ اللہ نے اس سند کو محفوظ قرار دیا ہے، جس میں یزید بن ابی زیاد ہے۔

(علل الدّارقطني : 376/12)

یزید بن ابی زیاد سیء الحفظ ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے، نیز مدلس بھی ہے۔ لہٰذا یہ روایت ضعیف ہے۔

فائدہ:

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں ہے:

كَانَ إِذَا صَلَّى وَحْدَهٗ فِي أَيَّامِ التَّشْرِيقِ لَمْ يُكَبِّرْ دُبُرَ الصَّلَاةِ .

''آپ رضی اللہ عنہ ایام تشریق میں اکیلے نماز پڑھتے، تو نماز کے بعد تکبیرات نہیں کہتے تھے۔''

(المُعجم الکبیر للطّبراني : 268/12، وسندهٗ صحيحٌ)

عشرہ ذوالحجہ میں تکبیرات:

❁ مجاہد بن جبر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

كَانَ أَبُو هُرَيْرَةَ وَابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَخْرُجَانِ أَيَّامَ

الْعَشْرِ إِلَى السُّوقِ، فَيُكَبِّرَانِ، فَيُكَبِّرُ النَّاسُ مَعَهُمَا، لَا يَأْتِيَانِ السُّوقَ إِلَّا لِذٰلِكَ .

''سیدنا ابو ہریرہ اور سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم عشرہ ذوالحجہ میں بازار کو نکلتے، تکبیرات پڑھتے، لوگ بھی آپ دونوں کے ساتھ تکبیرات کہتے، آپ بازار صرف اسی مقصد کے لیے جاتے تھے۔''

(كتاب الشافي لأبي بكر عبد العزيز بن جعفر، وكتاب العيدين لأبي بكر المروزي القاضي [كما في فتح الباري لابن رَجب : 8/9]، أخبار مكة للفاكهي : 1704، وسندهٗ صحيحٌ)

ثابت ہوا کہ عشرہ ذوالحجہ میں بھی تکبیرات کہی جاسکتی ہیں۔

❀❀❀❀❀❀❀